MG1
.T367m

MG1 .T367m
INSTITUTE
OF
ISLAMIC
STUDIES
33019 ★
McGILL
UNIVERSITY
3517494

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صراط المستقیم

Thanavi, Muhammad Ashraf Ali

متفقہ فتویٰ

مکرم و محترم عالیجناب حکیم الامۃ مجدد الملۃ امام العلماء والفضلاء مفتی اعظم

حضرت مولانا مولوی صوفی محمد اشرف علی صاحب تھانوی دام ظلہم

و دیگر حضرات علماء کرام کے فتاوے

جن سے ثابت ہوتا ہو کہ کانگریس کی موجودہ تحریک سول نافرمانی وغیرہ

مسلمانوں کی مذہبی و اقتصادی زندگی کے لیئے سخت خطرناک ہے

اور مسلمانوں کی اسمیں شرکت شرعاً حرام و ناجائز ہے

جنکو خان بہادر (حاجی) محمد یوسف صاحب احمد پائی دہلی نے

جید برقی پریس دھلی میں طبع کرایا

MGI
T367

ضروری التماس!

مہربانی فرما کر ان فتووں کو خود بھی بغور پڑھیں اور اپنے دوستوں اور عورتوں اور بچوں کو بھی سنائیں۔ مساجد میں حضرات امام صاحبان جملہ نمازیوں کو سُنا کر اجر عظیم کے مستحق ہوں

(نوٹ) (۱) اور دیگر بہت مقامات سے بھی استفتا کے جوابات موصول ہو رہے ہیں بعد طبع اس رسالہ کے شامل کر دئے جاویں گے

(۲) اگر کسی مقام پر کوئی مسلمان اسکو طبع کرانا چاہے تو خادم کے حوالہ سے طبع کرائیں کیونکہ تمام اصلی تحریرات بندہ کے پاس محفوظ ہیں۔

تمہید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد وصلوٰۃ عرض ہے کہ کانگریس کمیٹی اور گاندھی تحریک آزادی وسول نافرمانی وغیرہ (جو ملک کے امن عامہ کو برباد کرنے اور ہندوستان میں رام راج قایم کرنے کیلئے اٹھائی گئی ہے) مسلمانوں کی مذہبی واقتصادی زندگی کیلئے نہایت خطرناک اور شرعاً ناجائز ہے

کفر اسلام کی ضد ہے اور ہر کافر مسلمانوں کا دشمن ہے۔ دشمن سے فائدے کی امید رکھنا حماقت ہے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے (پ۴ ع۲ غیروں (کافروں) کو اپنا رازدار نہ بناؤ وہ تمہاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے تمہاری تکلیف ومصیبت تو ان کی دلی تمنا ہے۔ دشمنی ان کے منھ سے ظاہر ہو چکی اور جو کچھ ان کے سینوں میں دبا ہے وہ اور بھی زیادہ سخت ہے اسی طرح آیات کلام اللہ (پ۵ ع۹) صاف صاف ارشاد ہے کہ کافروں کو اپنا دوست اور مددگار نہ بنانا (پ۲ ع۱۲) ہرگز تم ان کی مدد نہ کرنا انکے کہنے میں نہ آجانا ورنہ وہ تم کو تمہارے دین سے ضرور برگشتہ کرکے چھوڑینگے۔ پھر تم نقصان میں پڑ جاوگے (پ۴ ع۷) اسی قسم کی بیسیوں آیات ہیں جن میں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے نہایت سختی کے ساتھ مشرکین سے اجتناب کا حکم فرمایا ہے مسلمان برادران وطن کے ساتھ شریک ہوکر اتفاق واتحاد قائم کرکے بارہا دھوکہ اٹھا چکے ہیں۔ ہر قسم کے نقصانات برداشت کر چکے ہیں، حکومت دولت عزت وحرمت کو برباد کر چکے ہیں، ہماری طاقت کا بھرم جو اغیار پر باقی تھا

11/9/68

33019

اسکو بھی گذشتہ تحریک کے زمانہ میں برادران وطن سے ملکران کی نظر کردیا۔ ہرے بھرے گلزار کو نذر خزاں کر دیا، برادران وطن سے مل کر اب کیا نذر کرنا چاہتے ہو؟

اور اب کیا ہوس باقی ہے؟

انسان کچھ کھو کر ہی سیکھتا ہے، ہم نے سب کچھ کھو کر بھی کچھ نہ سیکھا

سوراج کا انجام

میں خیال کرتا ہوں کہ میری حق اور صداقت بھری تحریر اور خواب غفلت سے چوکانے والی آواز خود غرضوں اور نااہلوں کے نقارخانہ میں صدا لطوطی سے زیادہ وقعت نہ رکھے گی لیکن مجھ اسکی پروا نہیں میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کو ان کے مستقبل کے نتیجہ سے آگاہ کروں، یہ یقینی امر ہے کہ سوراجی پارٹی اور کامل آزادی کے طالبوں کو میری تحریر ضرور شاق گذریگی لیکن واقعات گذشتہ اور حاضرہ پر جنکی وسیع نظر ہے اگر میری تحریر کو بہ نظر انصاف ملاحظہ فرمائیں گے تو ان کا ضمیر خود میری تائید کریگا۔

مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ آج سوراج اور مکمل آزادی کے طلبگار جو حصول آزادی میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں وہ اس قابل بھی ہیں کہ عنان سلطنت ان کو سونپ دی جائے؟

یہ ایک اہم سوال ہے اور اسکے جواب میں ہر ہر مغ اور ذی عقل شخص اپنا نہایت معمولی اور قیمتی وقت صرف کر کے غور و فکر کے بعد ضرور اس نتیجہ

پر پہونچے گا کہ اہل ہنداب تک کسی طرح اس کے اہل نہیں کہ انکو عنان حکومت تفویض کی جائے۔

اور گورنمنٹ آزادی تسلیم کرکے ہندستانیوں کو ہندوستان کے سیاہ و سفید کا مالک بنادے اور ان کو سوراج دیکر اقلیتوں کا خون کرے اور لامتناہی خانہ جنگیوں کا دروازہ کھول دے اگر خدانخواستہ ہندوستان کی بدقسمتی سے ایسا ہوا بھی تو تمام نظام درہم وبرہم ہوجاوینگے دنیا سے امن اُٹھ جائے گا مظلومانہ اور حریصانہ جنگ شروع ہوجائے گی۔

ہندوستان کے سیاست دان حضرات میں اتنی اہلیت اور قابلیت ہی نہیں کہ وہ اپنی خانہ جنگیوں کو روک سکیں تو بھلا دوسروں کی للچائی ہوئی نگاہوں کی کیسے تاب لاسکتے ہیں۔ ہندوستانیوں میں حکومت خوداختیاری کی قابلیت کسی طرح بھی موجود نہیں ہے ملکی بھائیوں کے آپس کے برتاؤ مذہبی اور معاشرتی اختلافات آئے دن کے تنازعات کسی دلیل کے محتاج نہیں۔

لیڈروں، رہنماؤں، مبلغوں، کا آپس میں عناد و شقاق پریس اور اخبارات کا تصادم، مذہب کا مذہب سے ٹکرانا سنگٹھن، جمعیت علماء خلافت کمیٹی کانگریس، مہاسبھا، امن سبھا، مسلم لیگ، سکھ لیگ، وغیرہ وغیرہ کا ایک دوسرے سے اصولی اختلافات وذاتی عناد جو صرف فواحشات اور گالی گلوچ تک ہی محدود نہیں بلکہ زدوکوب اور قتل وغارت تک بھی نوبت پہنچی ہوئی ہے یہ سب مثل روز روشن عیاں ہے۔ پس جس قوم کا یہ حال اور مطمح نظر مدمقابل کو زک دینا اور اپنی خودغرضیو نکو عملی جامہ پہنانا ہو وہ کیا مصالح سلطنت سمجھ سکتی

ہے اور غریب رعایا کی تکالیف اور درد کا کیا علاج کر سکتی ہے اور ایسے خودغرضوں متعصبوں سے بھلائی اور رفاہ عام کی امید رکھنا کمال نادانی اور ناقابل تلافی نقصان ہے انصاف کیجے کہ ایسی کوتاہ نظر اور اپنے بھائیوں کے ساتھ دلی عداوت رکھنے والی جماعت کیا کامل آزادی لیکر دنیا کے سامنے سرخرو ہو سکتی ہے اور ہندوستان جیسے مختلف الخیال اور مختلف العقائد ملک میں امن اور شانتی قائم رکھ سکتی ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں

آج ہندوستان کو سوراج حاصل نہیں ہے لیکن ہندوؤں کی اکثریت اور طاقت کی بنا پر ہندوراج ضرور حاصل ہے یعنی ہندوؤں کو جو اکثریت اور باعتبار نشستوں کے جو قوت حاصل ہے اس سے مسلمانوں کے جس قدر حقوق پائمال ہو رہے ہیں وہ محتاج بیان نہیں۔

ہندو ممبران کی کثرت نے شاردا ایکٹ کو جو مسلمانوں کے لئے مذہبی مداخلت ہے پاس کرایا۔ حالانکہ اکثر مسلم ممبران نے اس بل کی مخالفت بھی کی۔ اسی طرح اسمبلی میں انسداد گاؤکشی کا مسئلہ پیش ہونا ہندوؤں کے اعلیٰ طبقہ اور تعلیمیافتہ صاحبان کی کدورت قلبی کا ثبوت ہے ہندو قانونی پہلو بھی لئے ہوئے مذہبی مداخلت کے درپے ہیں، اہل ہنود کا تشدد آمیز اور سفاکانہ برتاؤ جو مسلمانوں سے ہرسال بقرعید کے موقعوں پر قربانی گاؤ کو بند کرانے کیلئے برتا جاتا ہے مساجد کے سامنے باجہ بجانے کے سلسلہ میں جو مظالم مسلمانوں پر ڈھائے جاتے ہیں وہ ہمیشہ آپ کو اخبارات سے معلوم ہوتے رہتے ہیں، یہ سب کچھ قانون شریعت کو مٹانے اور مسلمانوں کو شریعت سے ہٹانے اور ہندو دھرم شاستر جاری کرنے کیلئے کیا

جارہا ہے۔

افسوس ہمارے خودساختہ لیڈر ہندوؤں کے دلی منصوبے اور شریعت شکن کارروائیوں کی مطلق پرواہ نہیں کرتے اور نہ مستقبل پر غور کرتے ہیں۔

معزز ناظرین ہندوؤں کے رویہ کا مشاہدہ آپ کو اس وقت ہو رہا ہے۔ جب کہ سوراج یا مکمل آزادی "ہنوز دلی دوراست کا مضمون ہے" بعد حصول سوراج ہندوؤں کے ہاتھوں مسلمانوں کی کیا درگت ہوگی۔ اس کا علم خدا ہی کو ہے آئے دن ہندوستان میں مساجد کو شہید کرنے اذانوں کو روکنے مسجدوں کے سامنے باجہ بجانے ہر سال قربانی گاؤ پر ہندو مسلم فسادات ہونے کے متعلق اگر تفصیلی حالات لکھے جائیں تو ایک دفتر درکار ہے۔

کہیں ہندوؤں کی اکثریت اور کہیں ان کی دولت و امارت مسلمانوں کے لئے وبال جان بنی ہوئی ہے ہندوؤں کی متعصب نگاہیں اپنے موقعوں کو کبھی ہاتھ سے خالی جانے ہی نہیں دیتیں، جب اور جس قسم کا موقعہ انکو ملتا ہے مسلمانوں کے برباد کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑتے۔

ناظرین یہ مذکورہ حالات ہیں اس ملک کے اور اس ملک کے سیاسی اور تعلیمیافتہ باشندوں کے جو آج سوراج اور مکمل آزادی کے حامی ہیں اور خود کو سلطنت کا اہل قرار دیتے ہیں۔

کیا جس قوم کی ذہنی اور نفسانی کیفیت ایسی ہو اور اسکی ضمیر فساد و عناد کا اس طرح نشو و نما کرتی اور آپس میں اس طرح جھگڑتی ہو اسکو سلطنت کا اہل کہا جا سکتا ہے؟ اور وہ قوم کبھی بھی بغیر تیسری قوم کی مدد کے امن قایم رکھ سکتی ہے۔؟

ہندوستان جیسے مختلف الخیال اور مختلف العقائد خطہ میں ہندو مسلمان آریہ سکھ عیسائی وغیرہ وغیرہ بڑے بڑے مختلف صدہا فرقے آباد ہیں ان میں بھی آپس میں کوئی اتحاد نہیں نہ ایک راہِ عمل ہے نہ ایک دوسرے سے خوش۔

مسلمانوں میں سنّی شیعہ قادیانی احمدی وغیرہ فرقے ہیں جو کسی ایک مسلک پر متحد نہیں فروعات اور جزئی اختلافات پر ایک دوسرے سے برسرِ جنگ ہیں۔

اسی طرح ہندوؤں میں بھی مختلف فرقے ہیں اور ان میں بھی اسی قسم کی کشمکش ہے۔

سکھوں کو لیجئے تو وہ ہندو مسلمان دونوں سے ناراض بے اعتماد ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہندوستان میں جتنے فرقے آباد ہیں کسی سے ایک دوسرے کا اتفاق اتحاد نہیں ایک دوسرے کو اپنے میں جذب کرنے کی فکر میں کوشاں اور سرگرداں ہیں اکثریت اقلیت کو دبانا چاہتی ہے

میں وثوق کے ساتھ کہتا ہوں یہ خصائل مذکورہ جس ملک کی قوم میں ہوں وہ کبھی آزاد نہیں رہ سکتی اور قدرت بھی اسکو کبھی اس کا اہل نہیں سمجھتی۔ ایسی قوم کیلئے آزادی سم قاتل ہی جسکا علاج سوائے طوق غلامی کے دنیا میں اور کچھ نہیں۔ ایسا ملک اگر آزادی اور سلطنت کا طلبگار ہو تو گویا۔ وہ اپنے لئے زہر تجویز کر رہا ہے۔ ایسے نادان مریض کی بابتہ طبیب ہرگز کان نہ دھریگا کیا گورنمنٹ برطانیہ ہندوستانیونکی جبتک کہ ان میں صلاحیت نہ ہو آزادی تسلیم کر کر اسکے تجویز کردہ زہر کو اسکے لئے جائز رکھے گی؟ اگر ایسا ہوا تو کہا جائیگا کہ گورنمنٹ نے سخت غلطی کی اور ہندوستانیوں کو اسنے ایک پر خطر گڑھے میں ڈالکر ایک بڑا گناہ کیا

میرے منصف حضرات:۔ یہی پھوٹ اور آپس کی نااتفاقی جو ہندوستانیوں کے رگ و ریشہ میں ازل ہی سے کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہی ہندوستان میں انگریزی تسلط کا باعث ہوئی اور اسی طرح انگریزوں سے قبل بھی صدیوں تک پردیسی حکومتیں ہندوستان کے ازلی محکوموں پر حکمرانی کرتی رہیں ہندوستانیونکی کی سینکڑوں برس کی قدیمی غلامی سب سے بڑی اور کھلی دلیل ہے کہ ہندوستان کبھی بھی خود مختاری کے قابل نہ تھا، کیونکہ ان کے اندر شروع سے وہ جزو لطیف ہی قدرت نے نہیں بخشا جسکو آزادی اور حرّیت کے معزز نام سے موسوم کیا جاتا ہے اگر ہندوستان میں حرّیت کا مادہ موجود ہوتا تو آج سینکڑوں برس سے وہ پردیسی حکومتوں کا محتاج نہ ہوتا اور صدیوں تک سلطنت تیموریہ غزنویہ، غوریہ، مغلیہ، شرقیہ، انگلشیہ ہندوستان میں اپنا قدم جمائے نہ رکھتیں اب بھی ہندوستان پردیسی حکومت کا محتاج ہی اگر آج ہندوستان

کی بدقسمتی سے بحالت موجودہ انگریزی حکومت اٹھالی جائے تو ایک روز کا بھی امن محال ہی، طاقتور کمزور کو اکثریت اقلیت کو فنا کر دیگی اور ایک ہیبتناک خانہ جنگی شروع ہو جائیگی مسلمانوں کو مذہبی احکام کا ادا کرنا مشکل ہو جائیگا، مساجد شہید کر دیجائینگی جن میں اذانیں اور نمازیں ممنوع قرار دی جائینگی۔ قربانی اور ذبیحہ گاؤ پر ہزاروں جانیں بے قصور تلف ہونگی ان خانہ جنگیوں سے فائدہ اٹھا کر ہندوستان جیسے زرخیز ملک پر للچائی ہوئی نگاہیں مثل گدھ منڈلاتی ہوئی نظر آئینگی اور آخری نتیجہ یہ ہوگا کہ آئندہ پھر کسی نہ کسی حکومت کا دست ترحم دراز ہوگا اور پھر وہی گردن میں طوق غلامی ہوگا اور غلام ہندوستان کا خطاب ہوگا

حضرات! میری مطالعہ میں آنیوالی تحریر بظاہر سوراج اور تحریک آزادی کے خلاف معلوم ہوگی لیکن حقیقتاً واقعہ ایسا نہیں ہی اور نہ یہ میرا منشا ہے کہ کسی کے دلی جذبات کو مجروح اور فطرتی احساسات کی بلا وجہ مخالفت کروں

لیکن اہل ہند کی فرقہ بندی اور ہندوؤں کے اسلام اور شعائر اسلام کیساتھ معاندانہ او جارحانہ برتاؤ کو دیکھ کر عرض کیا جاتا ہے۔

اگر حقیقتاً غلامی سے آزاد ہونا ہے تو ایسے خیالوں کو جو عداوت اور مناقشت اور خودغرضی کا درجہ رکھتے ہیں مساوات اور موالات و ایثار سے بدل دینا چاہیے جس طریقہ کو ہمارے برادران وطن اپنی مطلب براری کیلئے اختیار کئے ہوئے ہیں وہ سخت ضرررساں ہی، اگر برادران وطن واقعی شیدا حریت اور مستانہ آزادی ہیں تو اپنے موجودہ غدارانہ اور سفاکانہ طریقہ کو بدلیں اور تنگ ظرفی اور خودغرضی کا سدباب کریں، اور زبانی نہیں بلکہ حقیقی معنوں میں مساوات اور اتحاد پیدا کریں (۱) ملک کے لئے ایک ایسا دستور العمل مرتب کریں جس پر سب قومیں متفق اور

(۲) ایسے مواقع واسباب پیدا کئے جاویں کہ ہر قوم اور ہر مذہب والا دوسرے پر اعتبار واعتماد رکھے اور اقلیت اکثریت سے مطمئن ہو۔

(۳) تمام اقلیتوں کے مذہبی اور سیاسی حقوق محفوظ رہیں۔

(۴) ہر پابند مذہب اپنے مذہبی احکام میں آزاد ہو۔ کسی پر کسی طرح کی پابندی نہ ہو۔

مسلمان انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہو کر کبھی بھی ہندؤں کی غلامی کو گوارا نہ کریں گے۔

ان مذکورہ اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے حصول آزادی کا نام لینا چاہیئے۔

اسی لئے مسلمانان ہند کی مقتدر جماعتوں نے متفقہ طور پر فیصلہ کر دیا ہی کہ کانگریس کی موجودہ تحریک سول نافرمانی وغیرہ مسلمانوں کے لئے سخت خطرہ کا موجب ہے اور اسلامی روایات اور اسلامی مفاد کے اشد ترین منافی ہی اور مسلمانوں کے مذہبی اور سیاسی حقوق کو تباہ اور برباد کرنے کیلئے شروع کی گئی ہے۔

اسلام کی محبت جو ہمارے سینوں میں محفوظ ہے غیر ممکن ہی کہ ہم سے کوئی چھین سکے ہمنے تلواروں اور سنگینوں کے سایہ میں اسلامی علم بلند کیا ہے ممکن ہے کہ دریا خشک ہو کر مٹی ہو جاویں اور ممکن ہی کہ پہاڑ اپنی جگہ سے سرک جاویں مگر یہ محال اور بالکل محال اور غیر ممکن ہی کہ حضور آقائے نامدار روحی فداہ کے سچے غلام کسی دوسرے مالک کے در کی جبہ سائی کریں۔

حاشا وکلا اسلام فتنہ وفساد کا دشمن ہے اسلام دنیا میں امن واطمینان پھیلانے آیا ہے

اسلام کبھی بدامنی و بربادی کو دوست نہیں رکھتا۔ مناسب ہے مسلمان فتنہ و فساد کی آگ کو دبائیں۔ اپنے کمزور بازوؤں کو طاقتور بنائیں۔

افسوس ہم مسلمانوں کا اس وقت صحیح معنوں میں کوئی لیڈر نہیں ورنہ یہ وقت تھا کہ کمزور مسلمانونکو قوت پہنچائی جاتی بچھڑے ہوئے مسلمانونکو گلے ملایا جاتا۔ بکھرے ہوئے شیرازے کو ایک سلسلہ میں منسلک کیا جاتا ہر طرف مسلمانوں میں اتحاد اور تنظیم کا دور دورہ ہوتا غیروں سے رابطہ و اتحاد قایم کرنے سے پیشتر آپس میں متحد ہو جاتے پھر دوسرونکے ساتھ اتحاد کا نام لیتے کانگریس کمیٹی خالص ہندو کمیٹی ہے۔ اس میں بعض علماء وغیرہ بوجہ اغراض ذاتی و مالی یا جاہی اور بعض بوجہ غلط فہمی کے شریک ہو گئے ہیں اور مسلمانوں کو شریک ہونیکی ترغیب دے رہے ہیں اس وجہ سے مسلمانونمیں نااتفاقی اور عداوتوں اور جنگ و جدل کا بازار گرم ہو رہا ہے فتنہ اور فساد کے دروازے کھل رہے ہیں ہر طرف بدامنی اور بربادی کے آثار نمایاں ہیں کانگریسی تحریک میں صدہا افعال خلاف شرع ہو رہے ہیں اسمیں شرکت یا عدم شرکت کیلئے مسلمان سخت متردد ہیں لہذا ضروری معلوم ہوا کہ شرعی احکام بصورت فتویٰ شائع کئے جاویں تاکہ مسلمانوں کو صحیح اور سچے راستے سے آگاہی ہو جاوے۔

حق تعالیٰ مسلمانوں کیلئے اس فتویکو مفید اور اسپر عمل کرنیکی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین ۔ وما علینا الا البلاغ ۔

(خان بہادر حاجی) محمد یوسف احمد پائی والہ دہلی

۱۰ ستمبر ۳۰ء

استفتاء اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

سوال. کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ملک ہندوستان میں دوسرے ملک کی رہنے والی ایک غیر مسلم قوم حکمراں ہو اور اسکی رعا یا میں دو جماعتیں ہیں ایک مسلم ایک غیر مسلم غیر مسلم رعایا نے اپنی ایک قومی سیاسی مجلس بنائی جسمیں کچھ مسلمان بھی شریک ہوگئے اور حکمراں قوم سے آزادی حاصل کرنیکیلئے ذیل کی تدابیر اختیار کیں

نمبر ۱. حکومت کی قانون شکنی کیجاوے گو وہ قانون فی نفسہ مباح ہی ہو یعنی اسکے ماننے سے کسی واجب کا ترک یا حرام کا ارتکاب لازم نہ آوے اور اگر اسپر حکومت تشدد کرے تب بھی مدافعت نہ کرے نہ مقابلہ سے اور نہ قانون شکنی کے ترک کرنیسے گو اس اصرار سے بعض اوقات ہلاکت تک کی بھی نوبت آجائے حالانکہ قانون شکنی سے بچکر اپنی جان کی حفاظت کر سکتے تھے۔

نمبر ۲. حکومت سے معاملات میں مقاطعہ کیا جائے یعنی نہ اسکی نوکری کریں اگرچہ جائز ہی نوکری ہو اور اگرچہ دوسرے ذرائع معاش کے فقدان سے نوکری نہ کرنیسے کتنی ہی تنگی ہو. نہ اسکی تعلیم گاہوں میں تعلیم حاصل کیجاوے اگرچہ وہ تعلیم مباح ہی ہو اور نہ اسکے ملک کے تجارتی اشیاء (خصوص پارچہ) خریدی جاویں؛-

نمبر ۳۔ جن دوکانوں پر ایسی اشیاء کی تجارت ہوتی ہو اُن پر پہرے دار مقرر کیے جائیں کہ وہ خریداروں کو جسطرح بھی ممکن ہو روکیں۔ اوّل زبانی فہمایش سے۔ اگر اس سے نہ مانیں تو اُن کے راستہ میں لیٹ جائیں تاکہ وہ مجبور ہو جائیں اور اگر خرید چکے ہوں تو ان کو واپسی پر مجبور کریں گو دوکاندار خوشی سے واپس نہ کرے اسی طرح دوکانداروں کو ایسی اشیاء کی تجارت بند کرنے پر مجبور کریں اگر وہ نہ مانے تو اس کو طرح طرح کی تدبیروں سے ضرر پہنچا دیں دھمکیاں دیں گو اس دوکاندار کے پاس اور کوئی ذریعہ معاش نہ ہو اور گو اس تجارت کے بند کرنیسے وہ اور اسکے اہل وعیال بھوکوں مریں۔

نمبر ۴۔ اپنے رہبروں کی گرفتاری وغیرہ کے موقعوں پر ہڑتال کرا دینا یعنی دکانیں بند کرا دینا اگرچہ کسی کو دکان بند کرنیسے فاقہ ہی کی نوبت آجاوے۔ اور جو شخص ان مقاطعات واحتجاجات مذکورہ ۱، ۲ و ۳ و ۴ میں ان سے شرکت نہ کرے اسکو اذیت پہنچانے میں حتّٰی کہ بعض اوقات موقع پا کر زدوکوب کرنے میں بھی دریغ نہ کریں۔

نمبر ۵۔ اِن مذکورہ پہروں اور ہڑتالوں میں بے پردہ عورتوں سے مدد لینا اگرچہ وہ جوان اور زینت سے آراستہ ہوں یعنی ان کا دوکانوں پر بے حجابانہ بیٹھنا اور سڑکوں پر پھرنا یا خرید وفروخت سے روکنا۔ ہڑتال وغیرہ کی ترغیب دینا اور اس مقصود کیلئے اجنبی مردوں سے بے تکلف خطاب و اختلاط کرنا اور ہاتھ جوڑ جوڑ کر یا راستہ میں لیٹ لیٹ کر خریداروں کو مجبور کرنا جس سے بعضے غلبۂ حیا سے اور اکثر غلبہ شہوت سے متاثر ہو جاتے ہیں اور اس میں

نگاہ اور قلب کا فتنہ تو یقینی ہے اور بعض اوقات اس سے آگے فحش افعال میں بھی ابتلا ہو جاتا ہے

نمبر۶۔ اگر کوئی گرفتار ہو جائے ان میں سے بعضے لوگ جیلخانہ میں بقاعدہ جوعی کرتے ہیں یعنی کہانا نہیں کہاتے یہاں تک کہ مرجاتے ہیں۔ اور قوم میں ان کی مدح کی جاتی ہے۔

نمبر۷۔ وقتاً فوقتاً جلسے کئے جاتے ہیں جلوس نکالے جاتے ہیں ان میں تلبیسی تقریریں کی جاتی ہیں بعض اوقات کنواری بیاہی۔ نوجوان عورتیں بھی تقریریں کرتی ہیں خلاف شرح نظمیں پڑہی جاتی ہیں، باجا وغیرہ بھی بجایا جاتا ہے

نمبر۸۔ ان تحریکات کی غرض خود اس جماعت کے اقرار سے تو ایک ایسی حکومت کا قائم کرنا ہے جسمیں عنصر غالب اس غیر مسلم جماعت کا ہوگا۔ اور عنصر مغلوب جماعت مسلم کا مگر واقع میں یہ عنصر مغلوب بھی برلئے نام ہی ہے اصلی غرض اس غیر مسلم جماعت کا تسلط ہے جس سے شعائر اسلام اور جماعت مسلمین ذاتاً یا مذہباً بالکل فنا ہو جائیں چنانچہ خود اس حکومت کا نظام مجوزہ اور اس جماعت کے معاملات و واقعات اور تقریرات وتحریرات اسپر کافی گواہ ہیں چنانچہ تہوڑا ہی زمانہ گزرا کہ اس جماعت غیر مسلم نے عام مسلمانوں کو آزادی کی جدوجہد میں شریک کرنے اور ان سے مدد لینے کی لئے ایک قرارداد منظور کی تھی جس سے مسلمانوں کے مذہبی وقومی مصالح اور ملکی حقوق کا ایک حد تک تحفظ ہوتا تہا۔ چنانچہ اس قرارداد کی وجہ سے

بعض مسلمان کسیقدر مطمئن ہو گئے تھے لیکن بعد میں اس جماعت نے اپنی دوسری خالص مذہبی و قومی مجلس اعظم کے ایماء و ہدایت کے موافق اس قرار داد کو منسوخ کر دیا اس کارروائی سے ایک تو اس جماعت غیر مسلم کی نیت و ارادہ کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ مسلمانوں کو اپنے زیر اثر اور مغلوب کر کے رکھنا چاہتی ہے اور یہ خطرہ یقینی ہو جاتا ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی اور قومی معاملات میں اسلامی شریعت کے خلاف دست اندازی ہوا کریگی جسکی مثال ساردا ایکٹ کی صورت میں پہلے سے موجود ہے دوسرے اس جماعت غیر مسلم کے نقض عہد کی وجہ سے مسلمانوں کو آئندہ انکے کسی عہد و پیمان پر اعتماد نہیں ہو سکتا۔

نمبر ۹ - ان تدابیر کی تجویز و تعلیم و تنفیذ کا علمبردار ایک ایسے غیر مسلم کو قرار دیا گیا ہے جس کا مطمح نظر صرف اپنی قوم کا مفاد ہے اور مسلمانوں سے اسکو کوئی ہمدردی نہیں چنانچہ اس کے مقاصد میں سے گاؤکشی کا انسداد خود اسکے اقرار سے ثابت ہے، جیسا کہ اخبار میں مذکور ہے اور باوجود اسکے بعض مسلمان اس غیر مسلم کے ایسے مطیع و معتقد اور محب ہیں کہ جو اسکے منہ سے نکلتا ہے عمل میں بھی اس پر لبیک کہتے ہیں اور اسکے مقولہ کو قرآن و حدیث سے ثابت کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں اور اسکے محاسن نہایت جوش و خروش سے بیان کرتے ہیں اور کم سے کم ٹوپی ہی پہننے میں رغبت سے اسکے ساتھ تشبہ کرتے ہیں۔

نمبر ۱۰ - اس جماعت غیر مسلمہ کے بعض احاد اپنی قوت بڑھانے کیلئے مسلمانوں کو شرکت کی اب بھی دعوت دیتے ہیں اور بعضوں کو اپنی قوت پر ایسا ناز ہے یا کسی مصلحت سے وہ قوت کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کی طرف التفات بھی نہیں کرتے

مگر بعضے مسلمان گو بہت ہی قلیل ہیں ان کی طرف بڑھتے ہیں۔ پھر ان میں بعض مسلمان تو ظاہراً و باطناً ان کے تابع ہو کر اور بعض برائے نام زبان سے تو اپنے استقلال کے مدعی ہو کر مگر عملاً ان کے تابع ہو کر ان کے ساتھ شرکت کرتے ہیں یہ مجمل صورت ہو واقعات کی۔ اور تفصیل مشاہدات و مطالعہ اخبارات سے معلوم ہو سکتی ہو۔ اب ان واقعات کے متعلق سوالات حسب ذیل ہیں۔

الف۔ آیا یہ افعال مذکورہ شرعاً جائز ہیں یا نہیں اور جماعت مسلمین کو ایسے افعال کا ارتکاب جائز ہے یا نہیں۔ بالخصوص جماعت غیر مسلم کے تابع ہو کر بھر خصوص جب کہ اس کا اثر کفر کی تقویت اور اسلام کا ضعف ہو جیسا واقعات نمبر ۸ و نمبر ۹ و نمبر ۱ سے ظاہر ہے

ب۔ اگر افعال ممنوعہ کے ساتھ کچھ افعال مباح بھی ہوں تو ان افعال مباحہ کے شامل ہونے سے آیا افعال ممنوعہ بھی مباح ہو جاویں گے یا مباح و غیر مباح کا مجموعہ غیر مباح رہے گا،

ج۔ ایسی حکومت جو مرکب ہو جماعت مسلمہ و غیر مسلمہ سے۔ کیا وہ حکومت اسلامی ہو گی یا غیر اسلامی خصوص جب کہ قرائن قطعیہ سے ثابت ہو کہ اس حکومت میں ہمیشہ مقصود مصالح سیاسیہ ہو نگے اور جب کبھی ان مصالح میں اور مذہب میں تصادم و تزاحم ہو گا وہ مصالح ہی مقدم ہو نگے اور مذہب کو یا ترک کر دیا جاوے گا یا اس میں تحریف کر کے ان مصالح پر منطبق کر دیا جاویگا بلکہ اس حکومت میں جس قسم کے مسلمان حصہ پا سکتے ہیں خود انکے حالات سے بھی یہی ترجیح مصالح کی مذہب پر قریب قریب یقینی ہے، جسکی تازہ

نظیر امان اللہ خاں کی حکومت کا رنگ ہی پھر غیر مسلم سے تو رعایت مذہب کی کیا توقع ہے پس کیا ایسی حکومت کیلئے جو کہ مسلم و کافر میں مشترک ہو پھر مسلم بھی وہ جنکی حالت ابھی مذکور ہوئی کوشش کرنا جہاد ہے جس کی شرعی غرض اعلاء کلمۃ اللہ اور تقویت دین ہے اور گو اب بھی حکومت غیر اسلامیہ ہے مگر کیا ان دونوں صورتوں میں کچھ فرق ہے یا نہیں کہ اب تو حکومت غیر اسلامیہ ہمارے اختیار سے نہیں اور وہ ہمارے اختیار سے ہوگی - نیز اس وقت کی حکومت غیر اسلامیہ اپنی رعایا کے مذہب کو قصداً ضرر نہیں پہونچاتی - اور وہ حکومت جو برائے نام مشترکہ اور درحقیقت غیر اسلامیہ ہوگی قصداً مذہب اسلامی کو ضرر پہونچاویگی جسکے شواہد مشاہد ہیں جو کہ روزانہ اخبارات میں بھی شایع ہوتے رہتے ہیں -

ف - اگر کسی ایک عالم یا علماء کی کسی جماعت نے افعال مذکورہ میں شرکت یا موافقت کا فتویٰ دیدیا خواہ کسی غرض فاسد سے خواہ خلوص کیساتھ اجتہادی غلطی وحقیقت ناشناسی سے - یا فتوی کو تو افعال مباحہ کے ساتھ مقید کیا مگر مسلمانوں میں نظام نہ ہونے کی وجہ سے اور علماء میں قوت نہ ہونے کی وجہ سے یقینی ہو کہ وہ ان قیود کے ہرگز مقید نہ ہوں گے اور ضرور افعال غیر مباحہ کے مرتکب ہونگے - بہر حال کسی صورت سے ایسا فتوی کسی نے دیدیا مگر اسی کے ساتھ بہت سے علماء اس فتوی میں متفق بھی نہ ہوں تو کیا سب مسلمانوں پر اس فتوی پر عمل کرنا واجب ہو جاتا ہے یا جس سے جس کو اعتقاد ہو اسکے فتوی پر عمل کر سکتا ہے اور کیا چند علماء کا خواہ وہ کثیر یا اکثر ہی ہوں (گو یہاں ایسا نہیں ہے) اتفاق

کر لینا اجماع میں داخل ہو جاویگا جسکی مخالفت ناجائز ہوتی ہے

۵ - جو شخص ان تدابیر کو خلاف شرع سمجھ کر اس میں شرکت نہ کرے اس پر ملامت کرنا یا طعن کرنا یا اسکو بدنام کرنا یا اس سے بڑھکر اسکو کسی قسم کی مالی یا بدنی اذیت و مضرت پہونچانا جیسا کہ بہت مواقع پر ہوا جائز ہے؟

الجواب

الف - یہ افعال شرعاً جائز نہیں اور مسلمانوں کو ایسے افعال کا ارتکاب جائز نہیں خصوص جب کہ غرض بھی وہ ہو جو سوال میں مذکور ہے اُسوقت دو قبیح جمع ہو جائیں گے ایک باعتبار حقیقت کے دوسرا باعتبار غایت کے چنانچہ ایک ایک کے متعلق لکھتا ہوں -

(نمبر ۱) حق تعالےٰ فرماتے ہیں وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ اور جس حالت میں اُس قانون پر عمل کرنا شرعاً جائز ہو - جیسا سوال میں مذکور ہے تو بلا ضرورت ایسی قانون شکنی کا انجام ہلاکت ظاہر ہے

(نمبر ۲) یہ مقاطعہ بعض اوقات ترک واجب تک مفضی ہو جاتا ہے مثلاً کسی کے پاس بجز جائز نوکری یا کسی خاص تجارت کے دوسرا کوئی جائز ذریعہ معاش کا نہیں اور اداے حقوق اہل و عیال کے لئے اسپر اکتساب واجب ہے تو اس مقاطعہ سے اس واجب کا ترک لازم آتا ہے - اور ترک واجب معصیت ہے اور جن مقاطعات میں اس واجب کا ترک بھی لازم نہ آتا ہو

مگر حکومت سے عداوت لازم آتی ہے اور بلا ضرورت شرعیہ ضعیف کیلئے جائز نہیں کہ قوی کو اپنا دشمن بنالے کہ اس میں بھی اپنے کو مصیبت میں ڈالنا ہے جس کی ممانعت آیت مرقومہ نمبر ا میں گذری ہے اور یہ جب ہے کہ اس مقاطعہ کو واجب شرعی نہ سمجھا جاوے اور اس پر دوسرے کو مجبور نہ کیا جاوے۔ ورنہ واجب شرعی سمجھنا مصداق ہے یحرفون الکلم عن مواضعہ کا اور مجبور کرنا ظلم و اکراہ ہے جس کی حرمت ظاہر ہے۔

(نمبر ۳) یہ واقعہ بھی متعدد گناہوں پر مشتمل ہے ایک مباح فعل کے ترک پر مجبور کرنا گیونکہ بجز بعض خاص تجارتوں کے سب اشیاء کی خرید و فروخت کا معاملہ اہل حرب تک کے ساتھ بھی جائز ہے چہ جائیکہ معاہدین کے ساتھ فی شرح السیر الکبیر ج ۲ باب مایکرہ ادخالہ دار الحرب الا انہ لاباس بذلک فی الطعام والثیاب ونحو ذلک لما روی ان ثمامۃ بن اثال الحنفی اسلم فی زمن النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقطع المیرۃ عن اھل مکۃ وکانوا یمتارون ھھنا فکتبوا الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یسألونہ ان یأذن لہ فی حمل الطعام الیہم فاذن لہ فی ذلک واھل مکۃ یومئذ کانوا حربا لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فعرفنا انہ لاباس بذلک الی قولہ الا الکراع والسبی والسلاح۔ دوسرے بعد اتمام بیع کے واپسی پر مجبور کرنا اور زیادہ گناہ ہے کیونکہ بدون قانون خیار کے یہ واپسی بھی شرعاً مثل بیع کے ہے جس میں تراضی متعاقدین شرط ہے قال اللہ تعالیٰ ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم۔ تیسرے نہ ماننے والوں کو ایذا دینا جو کہ ظلم محض ہے چوتھے اہل و عیال کو تکلیف

پہونچانا کہ یہ بھی ظلم ہے پانچویں اگر اسکو واجب شرعی تبلایا جاوے تو شریعت کی تغیر و تحریف ہونا جسکا مذموم ہونا نمبر ۲ میں گذر چکا ہے۔

(نمبر ۴) اس میں بھی وہی خرابیاں ہیں جو نمبر ۳ میں مذکور ہوئیں اور اگر ان احتجاجات مذکورہ میں شرکت نہ کرنے پر ایذا جسمانی کی بھی نوبت آجاوے تو یہ گناہ ہونے میں اضرار مالی سے بھی اشد اور منافی اقتضائے اسلام کے ہے قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ والمؤمن من امنہ الناس علی دمائہم واموالہم (جمع الفتاوی للترمذی و النسائی ولہ وللبخاری ولابی داؤد بدل و المؤمن الی اخرہ والمہاجر الخ) پھر ان مقاطعات پر مجبور کرنے میں یہ جابرین خود اپنے تسلیم کردہ قانون حریت کے بھی خلاف کر رہے ہیں ورنہ کیا وجہ کہ اپنی آزادی کی تو کوشش کریں اور دوسروں کی آزادی کو سلب کریں۔

(نمبر ۵) اس واقعہ کا نصوص حرمت زنا و مقدمات زنا کے منافی ہونا ظاہر ہے خصوص اس اعلان کے ساتھ جو اس آیت کے عموم میں داخل ہو ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین اٰمنوا لہم عذاب الیم فی الدنیا والاخرۃ الایۃ

(نمبر ۶) اس کا خودکشی اور حرام ہونا ظاہر ہے۔ قال اللہ تعالی ولا تقتلوا انفسکم وفی الھدایۃ کتاب الاکراہ فیاثم کما فی حالۃ المخمصۃ الی قولہ فکان اباحۃ لا رخصۃ الخ وفی العنایۃ فامتناعہ عن التناول کامتناعہ من تناول الطعام الحلال حتی تلفت نفسہ او عضوہ فکان اٰثما الخ۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جان بچانا اس درجہ فرض ہے کہ اگر حالت اضطرار

میں اندیشہ مرجانے کا ہو اور مردار کہانے سے جان بچ سکتی ہو اس کا نہ کہانا
اور جان دیدینا معصیت ہے چہ جائیکہ طعام حلال کا ترک اور اس فعل کی مدارح
کرنے میں تو اندیشہ کفر ہے کہ صریح تکذیب ہے شریعت کی کہ شریعت جس فعل
کو مذموم کہتی ہو یہ اسکو محمود کہتا ہے۔

(نمبر ۷) قال اللہ تعالی وقد نزل علیکم فی الکتب ان اذا سمعتم آیات اللہ
یکفر بہا ویستہزأ بہا فلا تقعدوا معہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ
انکم اذا مثلہم۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ ایسے جلسوں
اور جلوسونکی شرکت جس میں خلاف شریعت تقریریں ہوتی ہوں اور علی الاعلان
احکام شرعیہ کی مخالفت کی جاتی ہو صریح گناہ ہے بالخصوص جب کہ ان کو مستحسن
بھی سمجھا جاوے اور دوسرونکو بھی ترغیب دی جاوے۔

(نمبر ۸) اس غرض کا مذموم ہونا ظاہر ہے اور ایسی غرض کو کامیاب بنانے
کی کوشش کرنا صریح اعانت ہے معصیت کی یا کفر کی جس کی حرمت منصوص ہے
قال اللہ تعالی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان الآیۃ

(نمبر ۹) قال اللہ تعالی ولا تطع منہم آثما او کفورا وقال تعالی یا ایہا الذین
آمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء
من افواہہم وما تخفی صدورہم اکبر قد بینا لکم الآیات ان کنتم تعقلون ہا انتم
اولاء تحبونہم ولا یحبونکم الآیات وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مدح
الفاسق غضب الرب تعالی واہتز لہ العرش رواہ البیہقی فی شعب الایمان
(مشکوۃ) وقال تعالی ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار الآیۃ وقال رسول

الله صلی الله علیہ وسلم من تشبہ بقوم فہو منہم رواہ احمد وابوداؤد (مشکوۃ)

ان آیات واحادیث سے اس واقعہ کے اجزاء کا قبیح ومعصیت ہونا ظاہر ہو (نمبر ۱) فی شرح السیر الکبیر باب الاستعانۃ باھل الشرک واستعانۃ المشرکین بالمسلمین ج ۳ ماتصہ ولا باس بان یستعین المسلمون باھل الشرک علی اھل الشرک اذا کان حکم الاسلام ھو الظاھر الی ان قال والذی روی ان النبی صلی الله علیہ وسلم رأی کتیبۃ حسناء وقال من ھؤلاء فقیل یھود بنی فلان حلفاء ابن ابی فقال انا لا نستعین بمن لیس علی دیننا تاویلہ انھم کانوا اھل منعۃ و کانوا لا یقاتلون تحت رایۃ رسول الله صلی الله علیہ وسلم وعندنا اذا کانوا بھذہ الصفۃ فانہ یکرہ الاستعانۃ بھم الی قولہ وانما کرہ ذلک لانہ کان مرۃ سبعمائۃ من یھود بنی قینقاع من حلفائہ فخشی ان یکونوا علی المسلمین ان حسوا بھم زلۃ قدم فلھذا ردھم وفیہ بعد ذلک حدیث الزبیر حین کان عند النجاشی فنزل بہ عدوہ فابلی یومئذ مع النجاشی بلاء حسنا الی قولہ ان النجاشی کان مسلما وبعد اسطر قلنا ان ظھر النجاشی لم یعرف من حقنا ما کان النجاشی یعرف فاخلصنا الله الدعاء الی ان مکن الله النجاشی اھ ملخصاً۔ . . . .

. . . .

. . . . اس روایت کا حاصل یہ ہے کہ کفار کے ساتھ ایسے معاملات میں شرکت کی (جبکہ اور کوئی امر شرعی مانع نہ ہو) شرط یہ ہے

کہ وہ ہمارے تابع ہوں اور اگر وہ ہمارے تابع نہ ہوں خواہ متبوع ہوں
یا دونوں قوت و عمل میں برابر ہوں تو ان کی ساتھ شرکت جائز نہیں جس کی
وجہ بھی اسی روایت میں مذکور ہے کہ جب انہیں بھی قوت مستقلہ ہو تو
شرکت میں اندیشہ ہے کہ جب مجموعی قوت سے ان کا مقابل مغلوب ہو جاوے
پھر وہ اپنی قوت سے مسلمانوں کو مغلوب کر سکتے ہیں اور اگر کہیں اس شرط کے
خلاف ہوا ہے جیسے ایک غنیم کے مقابلہ میں نجاشی کی مدد حضرات صحابہ نے
کی تو اسکی وجہ یا تو یہ ہے کہ نجاشی اس وقت مسلمان ہو گئے تھے یا یہ وجہ ہے کہ
مسلمانونکو حالت موجودہ میں کسی پناہ کی حاجت تھی اور نجاشی بہ نسبت اس غنیم
کے مسلمانوں کے لئے زیادہ مفید تھے اسلئے اس موقعہ پر وہ شرط نہیں رہی یہ حاصل
ہے روایت کا اب اس واقعہ کی حقیقت میں غور کرنے سے اس کا حکم اس روایت
سے صاف ظاہر ہے وہ یہ کہ اگر مسلمان اس غیر مسلم طالب آزادی جماعت کے
ساتھ شریک ہو جائیں تو یقیناً وہ مسلمانوں کے تابع نہیں ہیں بلکہ یا تو متبوع
ہونگے اور مسلمان ان کے تابع اور غالب یہی ہے اور یا دونوں برابر ہونگے تو
گو یہ احتمال بہت ضعیف ہے لیکن اگر ایسا بھی ہو تب بھی جواز شرکت کی جو شرط
تھی کہ مسلمان متبوع ہوں وہ مفقود ہے اسلئے جواز بھی مفقود ہے اور جو وجہ عدم
جواز شرکت کی روایت مذکورہ میں بیان کیگئی ہے کہ مسلمانوں سے کام نکالکر پھر
خود مسلمانوں پر غالب آنیکی کوشش کریں یہاں اس کا خطرہ یقینی ہے یہ تفصیل تھی
حرف الف کے جواب کی اب بقیہ جوابات عرض کرتا ہوں۔

ب۔ اصولیین و فقہاء کا مسئلہ مسلمہ ہے ما اجتمع الحلال والحرام

الا وقد غلب الحرام یعنی مجموعہ حلال وحرام کا حرام ہی ہوتا ہے اور یہی مسئلہ عقلی بھی ہے بلکہ اگر صرف جزو مباح ہی پر نظر کی جاوے مگر وہ ذریعہ ہو جائے کسی مقصود غیر مباح کا سو بقاعدہ شرعیہ مقدمۃ الحرام حرام خود وہ جزو مباح بھی غیر مباح ہو جاتا ہے اس سے اس سوال کا جواب معلوم ہو گیا کہ مباح کے انضمام سے مجموعہ مباح نہ ہوگا اور بعض صورتوں میں خود وہ مباح بھی مباح نہ رہیگا۔

ج ۔ اسی اصل مذکور حرف ب کے مقتضا سے ایسی حکومت بھی غیر اسلامیہ ہوگی خصوص جب کہ اس میں وہ خطرات ہوں جو اس سوال میں لکھے گئے ہیں پھر اسکی لئے کوشش کرنا جہاد کیونکر ہو سکتا ہے اسکو اعلاء کلمۃ اللہ وتقویت دین کون کہہ سکتا ہے۔ فی جمع الفوائد سئل النبی صلے اللہ علیہ وسلم عن الرجل یقاتل شجاعۃ ویقاتل حمیۃ (للقوم او الوطن مثلاً) ویقاتل ریاء ای ذلک فی سبیل اللہ فقال من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا فھو فی سبیل اللہ للستۃ الا مالکا۔ اور جن دونوں قسم کی حکومتوں میں سوال میں نہایت وضوح وتفصیل سے دو فرق دکھلا کر حکم کا فرق پوچھا گیا ہے فرق ظاہر ہے اور نمبر ۱ کے جواب میں روایت سے جو قصہ نجاشی کا لکھا گیا ہے وہ ایسے ہی فرق پر مبنی ہے اور ایسے ہی وصف فارق پر حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ نے اپنے ایک فتوی کو مبنی فرمایا ہے جو ذیل میں منقول ہے

چونکہ قدیم سے مذہب اور قانون جملہ مسیحی لوگوں کا یہ ہے کہ کسی کی ملت اور مذہب پر خاش اور مخالفت نہیں کرتے اور نہ کسی مذہبی آزادی میں دست اندازی

کرتے ہیں اور اپنی رعایا کو ہر طرح سے امن وحفاظت میں رکھتے ہیں لہذا
مسلمانوں کو یہاں ہندوستان میں جو کہ مملوکہ ومقبوضہ اہل مسیح ہی رہنا اور
انکا رعیت بننا درست ہی چنانچہ جب مشرکین مکہ معظمہ نے مسلمانوں کو تکلیفیں
اور اذیتیں پہونچائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک حبشہ میں جو مقبوضہ
نصاری تھا بھیج دیا اور یہ صرف اس وجہ سے ہوا کہ وہ کسی کے مذہب میں دست اندازی
نکرتے تھے (از حصہ روئداد جلسہ ۵۲ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور منعقدہ
۲۵ مارچ ۱۹۱۷ء) وتقييد الفتوى بالمذهب والرعية لخروج اضرار بعضهم
من ليس على ملتهم في البلاد الشاسعة نما هو من اهل الحكومة ليس في
الملة وما هو في الملة ليس من اهل الحكومة اور اسی فرق کی تائید ایک
دوسرے مسئلہ سے بھی ہوتی ہے جو کہ عقلی بھی ہے اور شرعی بھی وہ یہ کہ جہاں دونو
شقوں میں مفسدہ ہو مگر ایک میں اشد ایک میں اخف۔ اشد سے بچنے کے لئے
یا اسکو دفع کرنے کیلئے اخف کو گوارا کر لیا جاتا ہے کما قالوا من ابتلی ببلیتین فلیختر اهونهما
وقال النووي في شرح مسلم في حديث بريرة ما نصه الثانية والعشرون احتمال
اخف المفسدتين لدفع اعظمهما واحتمال مفسدة يسيرة لتحصيل مصلحة عظيمة
على ما بيناه في تاويل شرط الولاء لهم اه۔

ف۔ ایسا فتویٰ سب پر حجت نہیں ہر شخص کو جائز ہے کہ جس عالم سے عقیدت
ہو اسکے فتوے پر عمل کرے بلکہ حالات مذکورہ سوالات پر نظر کرکے تو جواز شر
کا فتوی دینے والوں کے قول میں اگر تاویل ہی کر دی جاوے غنیمت ہے مثلاً یہ کہ
ان کی نیت نیک ہوگی اور ان مفاسد پر نظر نہ ہوگی اور اسکو اجماع تو کسی طرح

کہہ ہی نہیں سکتے۔ فی نور الانوار واھل الاجماع من کان مجتھدا صالحاً الخ والشرط اجتماع الکل وخلاف الواحد مانع کخلاف الاکثر اھ وانظر الی بعض اقوال المجتھدین خالفوا فیھا الجم الغفیر من العلماء ولم یطعن فیھم بمخالفۃ الاجماع ومبناہ ما نعیۃ خلاف الواحد۔

۵۔ اول تو اگر جانبین میں صواب وخطا کا برابر بھی احتمال ہوتا تب بھی مسائل اجتہادیہ میں کسی ایک شق کو صواب سمجھنا اور دوسری شق کے اختیار کرنے پر ملامت کرنا مصداق ہے ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسہ ... کا اور یہاں تو اجوبہ مذکورہ پر نظر کرکے جانب منع راجح ہے پھر تو شریک نہ ہونے والے پر کسی قسم کی بدگمانی یا بدزبانی کرنے کا بدرجہ اولیٰ کسی کو حق نہیں واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

کتبہ

اشرف علی

عاشر صفر ۱۳۴۹ھ ہجری

1930

استفتاء دوم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان امور میں کہ جنکی تفصیل ذیل میں درج ہے بینوا بالدلائل

(اوّل) آجکل قوم ہنود آزادی حاصل کرنے میں بڑی سرگرم نظر آتی ہے اور اُس نے فیصلہ کرلیا ہے کہ حکومت کی قانون شکنی کر کے اس کو مجبور کیا جائے تاکہ وہ ہم کو آزاد تسلیم کرے اگر اس مقابلہ میں حکومت کی جانب سے نقصان برداشت کرنے پڑیں تو اُن کو بھی بلا مدافعت برداشت کیا جائے یہاں تک کہ ان کی گولیاں اپنے سینہ پر لیجائیں لیکن قدم پیچھے نہ ہٹے پس اس صورت میں ہنود کے ساتھ مسلمانوں کی شرکت جائز ہے یا نہیں اور اس امر میں جمعیۃ العلماء کا یہ فیصلہ کہ مسلمانوں کو شریک ہونا چاہیے حق بجانب ہے یا اُس سے غلطی ہوئی۔

(۲) اگر اس مقابلہ میں کوئی مسلمان گولی لگنے کی وجہ سے مرجائے تو وہ شہید ہوگا یا نہیں

(۳) محض اسلیئے کھدر پہننا کہ ہنود اپنے ارادوں میں کامیاب ہوں اور مشرک کا بول بالا ہے اور اس کو اپنے لئے بمنزلہ فرض کے سمجھنا اور جو لوگ کھدر نہ پہنتے ہوں اون کو بنظر حقارت دیکھنا یہانتک کہ اُنکی وجہ سے اُنکی نمازوں میں قصور بتلانا یہ سب امور جائز ہیں یا نہیں

(۴) مشرک قانون نمک کے توڑنے کا حکم دیتا ہے اسپر کسی مسلمان کا یہ کہنا کہ چونکہ اُس نے رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی ہے لہذا اُس کے حکم کی تعمیل فرض ہے پس یہ کہنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

(۱) مسلمانوں کا آزاد ہونا اس امر کا مقتضی ہے کہ احکام کفر یک قلم نابود ہو جاویں اور اہل اسلام کو غلبہ حاصل ہو جائے جو مطلوب شارع ہے۔ اور ہندوؤں کی آزادی یہ ہے کہ مسلمانوں کو نیست کر دیں اور کسی مسلم کو یہ قوت نہ رہے کہ وہ شرک اور کفر کی برائی بھی کر سکے اس سے ظاہر ہے کہ دونوں آزادیوں میں تضاد ہے ایک ملک میں دونوں آزادیوں کا اجتماع محالات عقلیہ سے ہے۔

پس صورت مذکورہ میں اگر آزادی ہو سکتی ہو تو ان دونوں قوموں میں سے صرف ایک قوم آزاد ہو سکتی ہے۔ اور ایسی صورت میں غیر آزاد قوم یقیناً آزاد قوم سے مغلوب رہے گی۔ اس حقیقت کو دیکھتے ہوئے کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہنود مسلمانوں کی آزادی چاہتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اخبار بیں حضرات پر اچھی طرح روشن ہے کہ ہنود کا اصلی منشا اپنی بھی کامل آزادی نہیں بلکہ صرف یہ ہے کہ گورنمنٹ کے سایہ میں ہم کو وہ قوت میسر آجائے۔ جس سے مسلمانوں کی مالی قوت تو برباد کر ہی چکے ہیں دینی قوت بھی مٹا ڈالیں کہ آج اسکی کوشش کی جاتی ہے تو گورنمنٹ آڑے آتی ہے۔ جب ہم خود مختار ہو جاویں گے تو اپنے تیس ممبروں میں مسلمانوں کے دس ممبروں کو جذب کر لینا کونسی بڑی بات ہوگا۔ کہ اوّل تو وہ ممبر خود بھی ایسے ہونگے جو ہماری آواز پر لبیک کہنے والے ہونگے اور اگر کبھی انہوں نے کسمسانا چاہا بھی تو پھر کثرت رائے کے بھاری پہاڑ سے بچ کر انکے بھاگنے کی راہ بھی کہاں ہوگی۔ غرض پھر جس طرح نچائیں گے ان کو ناچنا پڑیگا کیا سارداایکٹ کے مسئلہ سے تجربہ نہ ہو چکا کہ جس ہندو مسلم ممبروں کی کمیٹی نے پاس کر دیا وہ آج اٹل ہے۔ اس کے منسوخ کرانے میں کیا کوئی دقیقہ اٹھا رکھا گیا لیکن باایں ہمہ آج تک اس کو جنبش نہیں ہوئی۔ اور گورنمنٹ کی جانب سے یہ جواب دیدیا جاتا ہے کہ ہم کیا کریں یہ سب تمہارے ہی نمایندوں کی روشنی دماغ کا نتیجہ

ہے پھر ہم نے تو احتیاطاً تمہارے بعض معتمد علماء سے بھی دریافت کر لیا تھا۔ لیکن جب ہم کو ان سے بھی اجازت ملجائے تو پھر ہمارا کیا قصور دوسرا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ جب کسی ملک میں مختلف مذاہب موجود ہوں۔ اور کوئی اصلاحی سکیم جاری کی جاوے۔ تو اس وقت اصلاح معاشرت عام ہوتی ہے کسی خاص قوم کا اس میں استثنےٰ نہیں کیا جا سکتا۔ اسی قسم کے اور بھی جواب دئے جاتے ہیں جنکا صاف مطلب یہ ہے کہ اب چیختے چلاتے رہو جو ہونا تھا ہو چکا۔ غرض یہی قصہ لئے دن اُس وقت ہوگا جب یہ دنیا کے دلدادہ منصب حکومت پر فائز ہوں گے اور زہر کفر عسل اسلام کی معجون تیار کر کے اس کے ساتھ قوم کا علاج شروع کرینگے مسلمانوں۔ ہوش میں آؤ اپنے ہاتھوں اپنے کو برباد نہ کرو۔ اس مسئلہ میں جمعیۃ علماء ہو یا کوئی دوسری جماعت جو بھی تم کو شرکت مشرکین کی رائے دے وہ سخت غلطی میں ہے۔ ایک نہیں دو نہیں بیسیوں آیات میں اس کی حرمت ظاہر و باہر ہے تبرکاً صرف دو آیتوں پر اکتفا کرتا ہوں ارشاد ہوتا ہے کہ یاایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا بطانۃ الآیۃ یعنے مسلمانوں۔ غیروں کو اپنا بھیدی نہ بناؤ۔ وہ تمہاری خرابی میں کمی نہ کریں گے۔ اونہیں تمہارا تکلیف میں پڑنا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ ان کی زبانوں سے دشمنی ظاہر ہو رہی ہے اور جو امور ان کے سینوں میں پوشیدہ ہیں۔ وہ اور بھی زیادہ سخت ہیں۔ اگر تم کو عقل ہے تو ہم نے کھلی کھلی نشانیاں بیان کر دیں۔ دوسرے مقام پر ارشاد ہو یاایھا الذین اٰمنوا ان تطیعوا الذین کفروا الآیۃ یعنے مسلمانوں۔ اگر تم نے کافروں کا کہا مان لیا تو یاد رکھنا وہ تم کو اولٹا پھیر دیں گے۔ (اور تمہاری پہلی پستی کا نظارہ پھر تم کو دکھلا دینگے پھر تم نقصان میں جا پڑو گے۔ (یہ تمہاری کیا مدد کریں گے تم اپنے پاؤں پر کھڑے تو ہو) اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور اس کی مدد سب سے بہتر ہے ہم عنقریب تمہارا رعب کافروں کے دلوں میں ڈالے دیتے ہیں۔ انتہی ترجمۃ

(۴) بعض مسلمانوں کو جو بات ہنود کی ہمراہی پر ابھار رہی ہے وہ یہ ہے کہ اب یہ ان کے ذہن نشین ہو چکا ہے کہ جس روش پر اس قوم کی اس وقت جدوجہد ہے اگر کچھ زمانہ یونہی رہی تو یہ ضرور بازی لے جائیگی۔ پھر ہمیں سوائے افسوس کے اور کچھ ہاتھ نہ آئیگا۔ اور جب اونہوں نے حقوق حاصل کر لئے تو یہ گورنمنٹ اور نیز دوسری سلطنتوں کی نگاہ میں معزز ہو جاویں گے۔ اور ہم ذلت کی نگاہوں سے دیکھے جائیں گے سو اس کا جواب یہ ہے کہ اوّل تو بقول مجارے جن حقوق کا مطالبہ ہے وہ خالص ہنود کے حقوق نہیں ہے بلکہ مشترکہ تمام ہندوستانیوں کے لئے ہیں۔ تو اگر حاصل ہو بھی گئے تو مسلمان بھی محروم نہ رہیں گے۔ پھر خواہ مخواہ ان کا اس بری صورت کے ساتھ دخل انداز ہونا کیا معنے خصوصاً جبکہ ہنود یہی کہتے ہوں کہ ہمیں مسلمانوں کی شرکت کی حاجت نہیں۔ اور اگر کہیئے کہ ہمارے حقوق تو برائے نام ہیں۔ اصل میں وہ حقوق زیادہ تر انہیں کے حق میں مفید ہونگے تو اس کا جواب یہ ہے کہ پھر انکے حاصل کرنے کے لئے آپ کیوں کوشاں ہیں آپ کو چاہیئے کہ گورنمنٹ کی خدمت میں ایسے حقوق پیش کریں جو آپ کے لئے مفید ہوں۔ مگر قانونی حدود میں رہتے ہوئے اور تہذیب کے ساتھ تاکہ بلا کسی نقصان کے آپ کو حقیقی کامیابی میسر آجائے۔ کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ درخواست کنندگان میں سے گورنمنٹ ایسے اشخاص کو محروم رکھے جو اس کے قواعد کے ساتھ درخواست کرتے ہیں اور ان کو کامیاب بنا دے جو اسکے ساتھ برسر پیکار ہیں۔ رہا عزت کا سوال تو اسکا مدار تو ان حقوق کے حاصل کرنے یا مشرکین سے مشارکت پر نہیں ہو بلکہ محض اس خیال سے تو ان کے ساتھ شرکت ممنوع ہے لقولہ تعالیٰ ایبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا یعنی کیا تم انکی شرکت میں عزت ڈھونڈ رہے ہو۔ عزت تو تمام کی تمام محض اللہ ہی کے لئے ہے پس عزت اگر ہے تو صرف اسمیں کہ حاکم حقیقی کے حکم کے آگے کسی کے حکم کی پرواہ نہ کیجائے

اور تمام مسلمان اتفاق کے ساتھ اوس پر مضبوطی کیساتھ عامل ہو جاویں پھر ہو نہیں سکتا کہ
کامیابی ہمارے قدم نہ چومے اور اگر یہی تفریق اور بد دینی رہی تو پھر ذلت کی شکایت
بیجا ہی۔ کہ اُس کا ارشاد ہو چکا۔ واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا تنازعوا فتفشلوا وتذہب ریحکم
یعنے اللہ اور اُسکے رسول کے حکم کی فرمانبرداری کرو اور آپس میں نزاع نہ ڈالو ورنہ تم کم ہمت
اور سست پڑ جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائیگی۔ سچ فرمایا باری تعالیٰ جل مجدہ نے
آخر نہ دیکھا۔ کہ آج سے دس سال پہلے اگرچہ حالت بہت تباہ ہو چکی تھی۔ مگر پھر بھی یہی
ہوا بندھی ہوئی تھی لیکن جب تم نے اُسکے حکم کی مخالفت کی اور ہنود سے دوستی گانٹھی
اور جو کچھ اسلام کے خلاف نہ کرنا تھا وہ کیا جس کے بیان کے لئے دفاتر بھی گنجایش نہیں
رکھتے۔ یہانتک کہ مخالفین کو سارے گھر کے بھید دیدیے اور انکی دلی مراد پوری کردی
کہ آپس میں اچھی طرح سے مخالفت پیدا کر لی اور آج وہ حالت ہو گئی کہ وہ تمکو کسی شمار ہی
میں نہیں لاتے۔ لیکن تمہاری شراب محبت کا خمار اب بھی نہیں اترا اسی کوشش میں لگ
رہے ہو کہ کسی طرح رہی سہی یہ اسلامی شان بھی ہندوستان سے مٹجاوے ہنود کے روز
مرہ کے سلوک دیکھ رہے ہو۔ لیکن آنکھیں ایسی بند ہو گئی ہیں کہ کچھ سوجھتا ہی نہیں۔
مسلمانوں۔ خدارا خواب غفلت سے بیدار ہو اور بہت جلد اُن وسائل سے کام لو جن
سے آپس کا اتفاق نصیب ہو۔ تاکہ اجتماعی قوت سے آنیوالی مشکلات کی مدافعت
کرسکو کہ آج ایک قوت کے کرشمونکا رونا رو رہے ہو کل دوسری قوت کے مظالم
کا سامنا پڑ رہا ہے۔ لیکن تمہاری ہر کوشش اور ہر نقل و حرکت محض اعلاء کلمۃ
اللہ کے لئے اور پابندی دین کے ساتھ ہو۔ ورنہ کامیابی کی امید نہ رکھنا
اس مسئلہ میں نصوص صریحۃ قطعیہ کی مخالفت کی جا رہی ہے۔ لہذا
ہر مسلمان پر واجب ہے کہ جس جلسہ میں اس کے سامنے اس
نام نہاد جنگ آزادی میں شرکت کا مسئلہ پیش ہو۔ وہ صاف

بلند آواز سے کہدے کہ ہم اس شرکت سے ہرگز راضی نہیں اس میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرے ورنہ یاد رکھے کہ قیامت میں اس سے سخت باز پرس ہوگی

بعض لوگ شرکت مشرکین پر یہ بیان کرکے ابھار رہے ہیں کہ غیر مسلم قوم جب مسلمانوں کے ملک پر قبضہ کرے تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ اپنے ملک کو اس سے آزاد کرائیں۔ سو یاد رہے کہ مسئلہ تو یونہی ہے مگر اول تو یہ ہر مسلمان پر فرض نہیں ہے بلکہ ان مسلمانوں پر فرض ہے کہ جو آزاد کرانے کی طاقت رکھتے ہوں۔ ہندوستان کے مسلمان اسپر ہرگز قدرت نہیں رکھتے۔ دوسرے جو آزادی شارع کو مطلوب ہے وہ یہ ہے کہ خالص مسلمانوں کی قوت و شوکت کے حصول کی امید ہو اور یہاں ایسی آزادی کی ہرگز امید نہیں بلکہ اور نقصان کا اندیشہ ہے عالمگیری میں دشمن کے مقابلہ کی اباحت کے شرائط کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا والثانی ان یرجوا الشوکۃ والقوۃ لاهل الاسلام باجتهادہ او باجتهاد من یعتقد فی اجتهادہ ورایہ وان کان لا یرجو القوۃ والشوکۃ للمسلمین فی القتال فانہ لا یحل لہ القتال لما فیہ من القاء نفسہ فی التهلکۃ

دوسری وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ہم اس حکومت کی وجہ سے طرح طرح کے نقصانات کے شکار ہو رہے ہیں سو اس کو بھی حضور نے صاف فرما دیا اسمعوا واطیعو فانما علیهم ما حملوا وعلیکم ما حملتم تم تو سنے جاؤ اور اطاعت کرتے رہو جو حقوق حکام پر ڈالے گئے ہیں وہ ان پر لازم ہیں اور جو تم پر ڈالے گئے ہیں وہ تم پر لازم ہیں۔ یہ جو کچھ عرض کیا گیا نفس شرکت سے متعلق تھا کہ اس ... کی شرکت کا کیا حکم ہے لیکن اس کے علاوہ ... ن راہ میں دوسرے اور بھی مفسدہ

منہیات کا ارتکاب کیا جاتا ہے جن کی وجہ سے یہ شرکت اشد حرام کا حکم پیدا کر لیتی ہے چونکہ ان تمام کا ذکر موجب طوالت تھا دوسرے ان کے متعلق سوال میں استفسار بھی نہیں تھا۔ اس لئے ان کو ترک کیا گیا۔

(۲) اس مقابلہ میں اگر قوم کی جانب سے ایسا تشدد وقوع میں نہ آئے جس میں پولیس یا فوج کے افراد میں سے بعض کے تلف ہو جانے کا خوف ہو اور ایسی صورت میں حکومت کی جانب سے گولی چلا دی جاوے اور کوئی مسلمان گولی کے صدمے سے مر جاوے تو شہید کہلائیگا کہ اسکے تلف ہونے کا سبب ایسے وقت ظلم ٹھہریگا اور ظلماً مارا جانا شہادت ہے لیکن ایسے وقت میں بھی اگر کسی مسلمان کا اسپر گمان غالب ہو جاوے کہ اگرچہ میرا کوئی ایسا سنگین گناہ نہیں ہے لیکن حکومت اس پر بھی گولی چلا دے گی تو ایسی صورت میں اس پر فرض ہو گا کہ وہ اس مقام سے ہٹ جائے اگر نہ ہٹے گا اور مارا جائیگا تو شہید نہ کہلائیگا اور اگر قوم کی جانب سے ہی ایسے تشدد کی ابتدا کی گئی جس میں گورنمنٹی ملازمین سے بعض افراد مارے گئے یا ان کے مارے جانے کا قوی اندیشہ تھا کہ وہ آلات جارحہ کے استعمال کا ارتکاب کر رہے تھے اور ایسی صورت میں مجمع کے منتشر کرنے کیلئے گولی چلائی گئی اور اس میں کوئی مسلمان بھی مارا گیا تو اسکو بھی شہید نہ کہا جائے گا کہ اس موقع پر وہ یقیناً جانتا ہے کہ گولی چلنا لابدی ہے۔ پس ایسے وقت اس کا ٹھیر جانا اپنے اوپر موت کا پیش کرنا ہے جو حرام ہے پھر جن صورتوں میں شہادت کا حکم نہیں کیا گیا اگر وہ جانتا تھا کہ شرعاً مجھے یہاں ٹھیرنا ممنوع ہے تب تو وہ خودکشی کا مرتکب ٹھیرے گا ورنہ اُمید ہے کہ ماخود نہ ہو۔ حکومت کے خلاف جن امور پر اصرار کیا جاتا ہے وہ تو مکروہات سی بھی نہیں علمائے حفاظت جان کے لئے بعض محرمات

کے ارتکاب کو بھی فرض فرمایا ہے۔ عالمگیری میں السلطان اذا اخذ رجلا وقال لا قتلنك او لتشربن هذا الخمر كان فی سعة من تناوله بل يفترض عليه التناول اذا كان فی غالب رايه انه لولم يتناول يقتل فان لم يتناول حتى قتل كان اثما فی ظاهر الرواية عن اصحابنا وذكر شيخ الاسلام انه اثم ماخوذ بدمه الا ان يكون جاهلا بالاباحة حالة الضرورة فلم يتناول حتى يرجى ان يكون فی سعة من ذلك فاما اذا كان عالما بالاباحة كان ماخوذا كذا قال محمد رحمه الله تعالیٰ۔

(۳) کھدر کا استعمال فی نفسہ مباح ہے لیکن اُس نیت سے پہننا جو سوال میں مذکور ہے ممنوع ہے کہ مباح اشیا کا استعمال اچھی نیت سے مستحسن ہے اور بری نیت سے مکروہ۔

(۴) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی نیت سے نہ قانون نمک کے توڑنے کا حکم دیا گیا نہ یہ ارشاد مبارک کا مقصود ہے کہ اگر کوئی حکومت نمک پر محصول لے تو اسکی مخالفت کرنے کے لیے قانون کو توڑ دیا جاوے غرض بہر حال قول مذکور محض کذب ہے۔

(مفتی دہلی)

الجواب حق
نور الحسن عفا عنہ
مدرس مدرسہ حسین بخش دہلی

محمد مظہر اللہ غفرلہ
امام مسجد فتحپوری دہلی
رجب علی بخاری بقلم خود
الجواب حق عبدالعزیز بخاری

الجواب حق عبد اللطیف ... مدرسہ ...

الجواب صحیح

جوابا درست ہیں۔ کانگریسی مقصد یہ ہے کہ موجودہ حکومت متسلط ہند کو ہٹا کر ہندو مسلم حکومت مشترکہ قایم کی جاوے اور اسکے علاوہ کوئی دوسری حکومت خواہ مسلم ہی ہو مقصد کانگریس میں مزاحم و مخل ہو تو اسکا مقاصد اسکا مقابلہ بھی کانگریسیوں کا اہم ترین فرض ہوگا خواہ وہ مسلمہ طاقت فی سبیل اللہ اس ہندوستانکو جو دارالاسلام و دارالمسلمین ہے غیر مسلم طاقت کے تغلب سے آزاد کرنا ہی چاہے اسکی شرکت تغلب غیر یکو مستحکم کرنا ہے لہذا ناجائز ہے اور اسکی شرکت کے جملہ اسباب تمام موئدات بھی شرع شریف کے مخالف ہیں خواہ اہل غرض واہل ہوئی مذہبی رنگ میں کتنا ہی رنگیں۔ فقط

ولایت احمد عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلاتکونن ظہیرا للکٰفرین۔ ہر گز مت ہو مددگار کافروں کے فقط

الجواب صحیح محمد عبدالغفور عفی عنہ

الجواب صحیح۔ علامہ مجیب نے ہر شق پر کافی روشنی ڈال کر ثابت کر دیا ہے کہ تحریک حاضرہ پر ہنود کے ساتھ شریک ہونا غیر مفید ہے جزاہم اللہ خیر الجزا فقط

سید حفیظ الدین احمد کان اللہ لہٗ مفتی مدرسہ نعمانیہ دہلی۔

الجواب صحیح۔ شاہ محمد الطاف الرحمٰن فاروقی مدرس مدرسہ نعمانیہ دہلی

الجواب صحیح محمد عالم مفتی سیالکوٹ

الجواب صحیح۔ اہل ہنود کی مدد کرنی جائز نہیں محمد نسیم احمد عفا عنہ امام مسجد سنہری

الجواب صحیح مولانا الحاج عبدالرحمٰن باب الجہاد مکہ معظمہ

الجواب صحیح

(محمد طاہر امام شاہی عیدگاہ دہلی)

الجواب

(۱) میرے خیال میں پہلے سوال کے چند اجزا ہیں (الف) اس تحریک کی غرض و غایت جس کو مکمل آزادی کہیئے یا سوراج نام رکھیئے (ب) اس غرض کی تحصیل کا طریق کہ اسکو بائیکاٹ فرمایئے یا سول نافرمانی کے نام سے تعبیر کیجئے (ج) مسئلہ شرکت ہنود۔ آزادی مشترکہ اور سوراج جس کی یہ حقیقت کہ موجودہ سلطنت کا دفاع اس غرض کیلئے کہ ہندو مسلم ملکر حکومت کریں اور اس آزادی کو دین کی آزادی قرار دینا اور اس دفاع اور اس کے اس ثمرہ جہاد اور ثمرۂ جہاد قرار دیکر واجب التحصیل کہنا پھر مستطیع و غیر مستطیع مشغول و فارغ کا مخصوص نہ ہونا۔ بلکہ بلا استثنار ہر ہر فرد و بشر کے لئے ضروری ہونا اور ضرورت کا بھی اس قدر اہم ترین ہونا کہ امور حقہ متفقہ کے عامل پر بھی آوازیں کسنا۔ مثلاً حجروں میں بیٹھنے کا وقت نہیں۔ بخاری پڑھانے کا زمانہ نہیں وغیر ذلک من المعنون الشائع بعنوانات مختلفہ اور اس غرض و نیز اسکے طریق تحصیل پر نصوص رغبت و بشارت جہاد۔ تلاوت کرنا یقیناً مثل ذیل کا مصداق ہے۔ حفظت شیئاً وغابت عنك اشیاء اسلئے قاعدہ کلیہ ہے کہ کسی شے کا وجود یا حقیقت و ماہیت کی وجہ سے ہوسکتا ہے۔ یا غایت و غرض کے باعث ہوسکتا ہے اور تحریکات موجودہ کی حقیقت و غرض اور جہاد شرعی کی حقیقت و غرض میں زمین و آسمان کا فرق ہے تفصیل یہ ہے کہ جہاد کی غرض صرف اخلاء الارض عن الکفر یا بعنوان دیگر ویکون الدین کلہ للہ یا بلفظ دیگر حتی یقولوا لا الہ الا اللہ ہے۔ اور تحریکات حاضرہ کی غرض تمکن کفار آخر ہے گو فی الجملہ تمکن مسلم بھی ہو لیکن یقیناً وہ تسلط مرکب من المسلم والکافر ہوگا اور یہ بھی

اغلب ہے کہ اکثریت (خواہ بلحاظ کم ہو یا کیف) کفار کو ہے۔ پس غرض موجودہ تحریک کی تمکن کفار ہندوستان نکلی اس وجہ سے جہاد اور موجودہ تحریک میں من حیث الغرض تضاد ہے یہی حال دونوں کی حقیقتوں کا ہے کہ حقیقت تحریک حاضرہ اور حقیقت جہاد میں تضاد ہے اس وجہ سے کہ جہاد شرعی کی حقیقت صرف مباشرت قتال ہے اور وجود قتال کے بعد افراد اعانت کا عموم جدا ہے۔ قال فی الدر المختار وعرفه ابن الکمال بانه بذل الوسع فی القتال فی سبیل الله مباشرة اومعاونة بمال اورای اوتکثیر سواد اوغیر ذلک (۱۰۳ ج ۳) اور تحریک موجودہ کی حقیقت متارکت خاصہ مع التزام علیٰ ترک القتال ہے جس کی وجہ سے پرامن تحریک کے نام سے موسوم ہے اور بلا دفاع مصائب و تکالیف برداشت کرنے کی تبلیغ ہے اس وجہ سے دونوں امر کی حقیقت کا اختلاف اور حقیقتوں میں تضاد ظاہر ہے پس تقریر بالا سے ظاہر ہو گیا کہ جہاد شرعی کی حقیقت و غایت اور ہے اور تحریکات موجودہ کی حقیقت و غایت اور ہے اس وجہ سے اس تحریک میں صرف کا فر و فارغ صورۃً اور ظاہراً دیکھ کر دونوں کو ایک کرنا اور ایک کہنا غلطی اور سخت غلطی ہے پھر جہاد بلکہ جملہ احکام شرعیہ کے لئے قوت و استطاعت کا ہونا ضروری ہے، اور استطاعت سے یہی مراد استطاعت شرعیہ ہے (بمعنی سلامت آلات وارتفاع موانع کما ہو مصرح فی اصول الفقہ) نہ صرف استطاعت لغویہ ورنہ جملہ حدیث فان لم یستطع فبقلبہ میں انتفاء

عہ اور بفرض محال اگر اکثریت مسلم ہی مانی جاوے تب بھی مرکب میں ہمیشہ نتیجہ جزء اخس وارذل کے تابع ہوا کرتا ہے۔ ۱۲ منہ۔

استطاعت کی کوئی شکل نہیں ہوگی اسی طرح وجود امام اور یہ امید ہونا بھی ضروری ہے کہ اس قتال سے مسلمانوں کی قوت وشوکت میں اضافہ ہوگا لہذا جہاد شرعی کی غرض وغایت نہ پائی جانے کی وجہ سے اور شرائط کے فقدان کے باعث موجودہ جدو جہد کو جہاد شرعی نہیں سکتے جو فرض عین اور کفایہ سے تعبیر کیا جا سکے اب صرف مدار اس پر ہوگا کہ غایت مزعومہ یعنی مکمل آزادی ان تدابیر سے حاصل بھی ہو سکتی ہے یا نہیں اور حصول کے بعد مسلمانوں کے لئے دینی لحاظ سے وہ مرکب تسلّط نافع ہوگا یعنی تسلط ہنود نافع ہے یا تسلّط نصاریٰ اس میں عقلاء و علما مختلف ہیں جو موجودہ تسلط کو مضر اور اس تسلط کو نافع خیال کرتے ہیں وہ اسکی تحصیل کو واجب وغیرہ کہتے ہیں اگو دلائل سے ثبوت ایجاب میں تامل ہو پھر شرکت عملی کے بدترین نتائج پر نظر رکھتے ہوئے اور مجموعہ کی حقیقت قادر قدرۃ الخیر کو دیکھتے ہوئے ثبوت جواز میں بھی شبہ ہوتا ہے، اور جو اس تسلط کو موجودہ تسلّط سے مضر کہتے ہیں وہ منہی عنہ وغیرہ کہتے ہیں راقم الحروف بھی اپنے تجربات اور معلومات کے باعث دینی لحاظ سے نصاریٰ کے تسلط سے ہنود کے تسلط کو اضر سمجھتا ہے۔ غدر کے وقت سے اس وقت تک کے واقعات آئے دن قربانی کے نزاعات مسجد کے سامنے باجہ بجانیکے جھگڑے قریب ہی اور عین اتحاد کی حالت میں شدھی کی تحریکات رنگیلا رسول وغیرہ کے واقعات نہرو رپورٹ کے حالات سود در سود سے کروڑوں مسلمانوں کا افلاس وغیرہ وغیرہ انکی اضریت کے بین ثبوت اور واضح ترین شہادات ہیں جنکے باعث جو فریق آج شرکت کا حامی ہے کل ان ہی واقعات کے باعث انکی مقاطعت کے درپے تھا اور نصوص انما المشرکون نجس وغیرہ کو بے محل کام میں لا رہا تھا۔ پس اس

امر پر نظر کرتے ہوئے کہ عین اتحاد کی حالتیں اور دوسرے کے زیر تسلط ہونے کے وقت جب انکی
یہ حالت ہے کہ ان سے دینی مضرات اکثر وزائد ہیں بہ نسبت قوم متسلط کے تو اگر آزادی مطلو
ل بھی گئی اور بلحاظ اکثریت منجملہ بارہ ممبروں کے آٹھ غیر اقوام کے تجویز ہوئے تو مسلمانوں کے
دین وحقوق کا تو خدا ہی حافظ ہے اور وہ چار ممبر کثرت کے مقابلہ میں کیا کر سکتے ہیں پھر
نہ معلوم کہ وہ مسلمان کون ہونگے واقعی مسلمان ہونگے یا صرف نام کے مسلمان ہونگے جنکو مسلمانوں کی
وضع قطع مسلمانوں کی سیرت وصورت سے بھی نفرت ہوگی تو وہ دینی اور مسلمانوں کے حقوق کو کیا جانینگے
اور کیا سمجھیں گے اور اس معجون مرکب کو جسمیں کوئی خاص ذائقہ و لون نہو دینی آزادی کیسے کہہ سکتے
ہیں وشتان بینہما اور اس درجہ محتمل مضرات غایت کیلئے کیسے مسلمانوں کو عام طور پر ابھارا
جاسکتا ہے اور کیسے تبلیغ عامہ امور قطعیہ کی طرح کیجا سکتی ہے چہ جائیکہ اس غرض کی تحصیل کا
جو طریق متعارف ہے اور بتلایا جاتا ہے وہ بھی مشروع نہیں مجوزہ مشرکین بلکہ راس الطائفہ
ہو تسپر منکرات شرعیہ سے ملوث ۔ جزء ثانی (ب) کی نسبت یہ گذارش ہے کہ اظہار ناخوشی
یا کسی کام لینے کے لئے اور کسی امر پر مجبور کرنے کے لئے طریق مقاطعت ومتارکت
طریق شرعی نہیں اور کعب بن احبار کے قصہ واقعہ فی الصحاح کو مقیس علیہ قرار دینا
بھی صحیح نہیں (کما ہو ظاہر بادنی تامل) پھر یہ بھی طے نہیں کہ اس آزادی مزعومہ کا حصول
ممکن بھی ہے یا نہیں یا یہ صرف وہ شرطیہ ہے جس کا وقوع فرضی اور جزا کا ترتب وہمی اور محض
وہمی ہے بوجہ فقدان علاقہ باہمی کے اور تاہنوز یہ بھی طے نہ ہو سکا کہ حصول آزادی کیلئے
صرف ایک دو شئی کی مقاطعت ضروری ہے یا ہر ہر تعلق کی اور اس عموم میں تعلق سلطانیت
داخل ہے یا خارج اور مقاطعت کنندگان کی کوئی خاص تعداد ہزار دو ہزار کی درکار ہے
یا کل باشندگان کی مقاطعت ومتارکت لازم وضروری ہے شق اول تو اسلئے صحیح نہیں کہ عام

طور پر باشندگان دیہات بدیشی ہی استعمال کرتے ہیں اور غالباً کثرت سے ایسی اشیا نکلیں گی جن کے نام تک سے یہ جماعت واقف نہ نکلے گی استعمال تو کجا۔

پس اگر یہ صورت نتیجہ خیز ہوتی تو یہ عمل کافی ہوتا واذلیس فلیس

اور شق ثانی عادۃً ممکن الوقوع نہیں۔

یہ امر اختلاف طبائع وعادات واغراض کو پیش نظر رکھتے ہوئے عادۃً محال ہے کہ جملہ افراد لبشر اور اشخاص انسانی کسی ایک بات پر علماً وعملاً ایسے متحد ومتفق ہو جاویں کہ کوئی مخالفت نہ کرے اور نہ کوئی مخالف باقی رہے یہ امر انبیا علیہم السلام کو باوجود تائیدات غیبیہ اور نصرات الٰہیہ کے تو میسر ہو ہی نہیں سکا اور اگر کسی وقت ایسا ہو بھی جاوے تو یقیناً ثم یقیناً اسکو استدراج محض سے تعبیر کرنا پڑے گا بلکہ اگر ترقی کی جاوے تو یہ کہنا نازیبا نہیں کہ فطرت خداوندی ہی کے خلاف ہے۔

پس شق اول ممکن الوقوع لیکن عقیم وغیر منتج اور شق ثانی پر باوجود فقدان علاقہ دارتباط ادعار انتاج ہے مگر عادۃً غیر ممکن الوقوع ہے۔

ہاں اگر کچھ کہا جا سکتا ہے اور کسی فہیم آدمی کے ذہن نشین ہو سکتا ہے تو صرف اسی قدر کہ جب عام طور پر شورش پھیلے گی اور جو جو تدابیر دبانے کی اور فرد کرنے کی سلطنت اختیار کریگی ان سے کسی صورت نہ دب سکے گی تو شاید شورش فرد کرنے کیلئے سلطنت ہندوستانیوں کے کچھ حقوق اضافہ کردے یا جس قوم میں شورش وقوت زائد پائے اس سے مثل سابق من سمجھوتا کر کے دوسرے فریق کو دبائے تو یہ صورت بھی مسلمانوں کو مفید کیا بلکہ اغلب ہے کہ مضر ہی ثابت ہوگی پس اگر مسلمانوں کو صرف اسی غرض سے اشتراک فی المقاطعت ضروری اور منظور تھا تو کاش اپنا طریق بھی جدا تجویز کرتے۔ اور نصب العین بھی وہ احکام شرعیہ قرار دیتے جن پر عمل اس زمانہ میں دشوار ہو رہا ہے یا وہ امور دنیاوی تجویز کرتے جن سے مسلم من حیث ہو ہو کو نفع ہوتا۔ تاکہ آخرت کا اجر

بھی پورا ہوتا اور علمار کے شایان شان بھی ہوتا اسلئے کہ حقوق ملکی مل جانے میں مسلمانوں کا کوئی خاص نفع نہیں اہل علم ان میں نہیں۔ تموّل انکے پاس نہیں۔ عدالتوں میں ان کا عشر عشیر نہیں تجارتیں ان کے ہاتھ میں نہیں عدد میں ان کی قلت پھر انکو کیا ملے گا۔ ہاں مطالبہ جدا تجویز ہو کر جدید طریق سے طلبی ہوتی تب خسران کا ظن دفع ہوتا۔

رہا یہ زعم کہ اول نصاری کو اس صورت سے نکالدیں کیونکہ ان کا نکلنا تسلط تام کے باعث دشوار ہو جو اس طریق کے بغیر ممکن نہیں پھر ہنود کو نکالدینگے۔ اول تو یہ اہل حل وعقد کی رائے نہیں بلکہ زمانہ خلافت میں یہ طبع ہو چکا کہ اگر مشترکہ آزادی کے کوئی مسلم سلطنت حملہ کرکے خلاف کریگی تو اس کا ساتھ نہ دیں گے پھر اسباب پر نظر کرنیسے کہ ان کی کثرت ہے کماً بھی کیفاً اور نیز ان میں باہمی اتحاد و انتظام بھی ہے اور مسلمانوں میں باہمی تشتت وتفرق یہ خیالات صرف تمنا ہیں اور موہوم امیدوں سے زائد نظر نہیں آتی بلکہ اگر خطرہ ہے تو اسکے عکس کا ہے کہ اسی خیال پر انہوں نے مسلمانوں کا اجتماعاً مقاطعہ کردیا تو تارے نظر آنے لگیں گے اور وہ متعدد بار کہہ بھی چکے ہیں کہ ہندوستان اصل میں ہمارا ہے تم عرب سے آئے ہو وہاں چلے جاؤ پھر حکومت میں ان کی اغلبیت ہوگی اور آئین وقواعد بھی نہ ہیں گے نہ معلوم کن مصائب کا سامنا ہو یہ خیال کہ مسلمان شجاع ہیں اور وہ بزدل تو یہ واقعات بھی پہلے ہیں ہم جلسوں کے ہنر آ ہنگا عکس مشاہدہ ہے پھر یہ قیاس اپنی اقوئی اقوام کا انکی اضعف سے ہے اور زمانہ موجود کی جنگ کو اسکی ضرورت ہی نہیں۔ فافہم

جزء سوم (ج) کی نسبت یہ گذارش ہے کہ گو استعانت وولالت واطاعت وشرکت کے احکام میں تفصیل ہے لیکن جب کسی تحریک کا بانی مبانی مشرک ہو اور مسلمان انکے قدم بقدم چلیں۔ جیسے قانون نمک شکنی اور موجودہ بائیکاٹ کہ ان امور کے بانی مبانی مشرکین ہیں اور اس وقت ابتدائی محرک ہوے ہیں تو کلام ہی نہیں ہوسکتا بس یہ شرکت یقیناً شرکت منہیہ اور اطاعت کفار ہے جو معصیت ہے۔ البتہ اگر کسی امر

کے بانی مسلم ہوں اور اوران کی اعانت کے لئے مشرکین بھی شریک ہوجاویں تو بعض صورتوں میں جواز ثابت ہو سکے گا۔

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا۔ یعنی جسکے دل کو ہمنے اپنی یاد سے غافل کردیا اس کی اطاعت نہ کیجئے۔

چنانچہ مبسوط میں حدیث انا بریٔ من مسلم مع مشرک کے تحت میں لکھا ہے اذا کان تحت رایۃ المشرکؑ کہ مسلمان مشرک کے جھنڈے کے نیچے ہوں یعنی تحریک کا بانی مشرک ہو۔

پس جب غرض وغایت بھی مضر اور طریق بھی منکر ہونیکے علاوہ عقیم وغیر منتج یا نا ممکن اور شرکت موجودہ اطاعت کفار ہے۔ اسلئے مسلمانوں کو شرکت منہی عنہ ہے

(۲) میں مفتی اول کی تصدیق کرتا ہوا دو صورتوں میں اور ماجور سمجھتا ہوں الف وہ سرحدی علاقہ جہاں درحقیقت تسلط مسلم ہے ج عامی آدمی اگر کسی متدین معتمد علیہ کے فتوی پر محض خدا کیواسطے دین کے جوش میں جان دیدے تو ماجور ہے

جواب سوم و چہارم بالکل کافی ہے فقط

ہذا زبدۃ ما فی علمی واللہ اعلم بالخفی والجلی
انا العبد المذنب المدعو باشفاق الرحمان الکاندہلوی
ثبتہ اللہ علی الصراط السوی مدرس مدرسہ
فتحپوری دہلی

ؑ یعنی اس مسلمان سے جو مشرکین کے ساتھ ہو بیزار ہوں ۱۲ منہ

کانگریس کے نامۂ اعمال

اور

مسلمانوں کے ساتھ عداوت کا ثبوت

کانگریس جواب دے

کے عنوان سے حسب ذیل سوالات بذریعہ پوسٹر کانگریس سے سنٹرل مسلم فیڈریشن دہلی نے کئے مگر آج تک ایک سوال کا جواب بھی کانگریس نہ دے سکی

(۱) کیا کانگریس نے تقسیم بنگالہ مخالفت محض اس لئے نہیں کی کہ اس تقسیم سے مشرقی بنگال میں مسلم راج کے قیام کا خطرہ لاحق ہوگیا تھا

(۲) کیا کانگریس نے دیش بندھو آنجہانی کے بنگال پیکٹ کو اسلئے پائے استحقار سے نہیں ٹھکرایا کہ اسکی رو سے بنگال اور پنجاب میں مسلمانوں کو اکثریت حاصل کرنے کا کھٹکا تھا؟

(۳) کیا کانگریس نے لکھنؤ پیکٹ میں مسلمانوں کو مجبور کر کے ہندوستان کے کل صوبوں میں اقلیت میں نہیں رکھا اور ہندوستان میں ہندو راج نہیں پیدا کیا

(۴) مسلمانوںکو سائمن کمیشن کے بائیکاٹ میں شامل کرنے کے لئے کانگریس کی مجلس عاملہ نے بمبئی میں مسلم تجاویز دہلی کو منظور کیا اور آل انڈیا کانگریس نے مدراس میں باول ناخواستہ اسکی تصدیق کی لیکن جب مطلب حل ہوگیا تو نہرو رپورٹ کے ذریعہ اس تمام کارروائی کو کالعدم کردیا کیا یہ سب کچھ محض اس لئے نہیں کیا گیا کہ مسلم تجاویز دہلی کی رو سے ہندوستان کے چارپانچ صوبوں میں مسلم اکثریت ہو جاتی تھی۔

(۵) حکومت نے بارہا یہ اعلان کرکر کانگریس کو متوجہ کیا کہ ملک معظم کی حکومت کو اہل ہند کے مشترکہ متفقہ اور متحد مطالبہ سے ہمدردی ہوگی کیا کانگریس اسکے مرتب کرنے سے اس لئے گریز نہیں کررہی کہ اسکو مسلمانوں کے مطالبات سے کسی قسم کی ہمدردی نہ تھی۔

(۶) کانگریس نے شفیع لیگ۔ جناح لیگ۔ آل انڈیا مسلم کانفرنس کی قرار داد اور مسٹر جناح کی ۱۴ شرائط سے بے اعتنائی کا سلوک کیا۔ نہرو رپورٹ کو زائد المیعاد قرار دیا اور کسی جدید اور بہتر دستور اساسی کی ترتیب کے بغیر مکمل آزادی کا اعلان کرکے لارڈ برکن ہیڈ کے اس چیلنج کی تصدیق کردی کہ اہل ہند بوجہ تنگ ظرفی اور تعصب قومی کے مشترکہ و متحدہ دستور اساسی کا مسودہ پیش کرنے سے قاصر ہیں کیا کانگریس اس الزام سے بری ہوسکتی ہے بہ مشترکہ مطالبہ سے گریز۔

(۷) کانگریس نے ہندوستان کی آل پارٹیز کانفرنس کے تمام اجلاسوں کو ناکام کرادیا اور مجوزہ گول میز کانفرنس میں اپنی زیادہ نمائندگی کا مطالبہ کیا تاکہ اس میں اپنی من مانی تجاویز منظور کرائے اس سے لارڈ برکن ہیڈ کے اس بیان کی تصدیق ہوگئی کہ اگر سائمن کمیشن میں اہل ہند کو شامل کیا جاتا تو جس قوم یا فرقہ کی اکثریت ہوتی وہ سائمن کو کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے ناقابل بنا دیتا کانگریس گول میز کانفرنس میں اکثریت طلب کرکے یہی چاہتی ہے کہ کانفرنس کسی صحیح نتیجہ پر نہ پہنچ سکے بلکہ ہندؤں کے اشارے پر چلے کیا یہ غلط ہے۔؟

(۸) کیا کانگریس نے سول نافرمانی اور قانون شکنی کی مہم اس لئے شروع نہ کی کہ وہ اسکے مقابلہ میں مشترکہ متفقہ اور متحدہ مطالبہ یا دستور اساسی کو اپنے ہندوانہ مقاصد کے لئے خطرناک سمجھتی تھی۔؟

(۹) کیا کانگریس کے اعمالنامہ میں ایک بھی ایسی مثال ہے جسمیں اسنے مسلمانوں یا دیگر اقلیتوں کے مطالبات کو ہمدردی کی نظر سے دیکھا ہو

(۱۰) ہندوستان میں جس قدر ہندو مسلم فساد ہوئے وہ کانگریس کے زمانہ اقتدار میں ہوئے۔ کیا کانگریس نے نقص امن عامہ کے انسداد کے لئے کبھی ہندؤں کو مطعون کیا۔؟

(۱۱) ذبیحہ گاؤ۔ اذان۔ آرتی باجہ مسجد بمندر شدھی اور سنگھٹن سب حقوق کے جھگڑے ہیں جو کانگریس کے زمانہ کی پیداوار ہیں کیا ان کو مٹانے کیلئے کانگریس نے کبھی کوئی عملی قدم اٹھایا۔؟

(۱۲) کیا کانگریس کی موجودہ تحریکات مثلاً شراب ور دیگر مسکرات پر پکٹنگ عدم تشدد سول نافرمانی کا جواز ہو حکومت سے چھیڑ خانی کیلئے وقتی ہے یا بلحاظ اخلاقی پہلو کے دائمی ہے۔

(۱۳) یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ جلوسوں جلسوں اور پکٹنگ میں عام طور پر کمسن اور نادان بچے یا غیر ذمہ دار ہستیاں شامل ہوتی ہیں جو عدم تشدد کے اصول پر کاربند ہونیسے قطعی معذور ہیں اور اسی وجہ سے تمام ملک میں نقص امن کی آگ روشن ہوگئی ہے جس میں گنہگاروں کے ساتھ بے گناہ بھی مارے جاتے ہیں۔ کیا کانگریس نے ملک کو اس تباہی اور خونریزی سے بچانے کے لئے کچھ کیا؟

ساہوکارہ اور مہاجن

(۱۴) کانگریس سے یہ امر مخفی نہیں کہ مسلمان بزاز سود در سود کے روپے پر اپنا کاروبار کرتے ہیں کپڑے کی دوکانوں پر پکٹنگ کرنیوالے انکا کاروبار بند کردیتے ہیں لیکن سود اور سود در سود روپیہ بدستور بڑھتا رہتا ہے۔ کیا کانگریس نے ان مظلوموں کو اس تباہی سے بچانے کیلئے کوئی انسدادی تجاویز کیں یا کم از کم سود کی معافی اور رعایت کی طرف سودخوار فرقہ کی توجہ دلائی؟ (۱۵) کیا کانگریس اس حقیقت سے انکار کرسکتی ہے کہ پنجاب کے زمیندار حکومت کو ہر سال پونے پانچ کروڑ روپیہ بطور مالیہ اور ہندو ساہوکاروں کو تیرہ کروڑ روپیہ سالانہ بطور سود ادا کر رہے ہیں حکومت تو زر مالیہ میں سے زیادہ تر رقم رفاہ عام کے کاموں مثلاً عوام کی تعلیم حفظان صحت اور دوسرے شعبوں پر خرچ بھی کرتی ہے۔ لیکن ساہوکار فرقہ زر سود سارے کا سارا مسلمانوں کو تباہ کرنے اور غلام بنانے پر صرف کرتا ہے کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ زمیندار فرقہ اور خاصکر مسلمانوں کے لئے سودخوار ساہوکار حکومت کے مقابلہ میں بہت زیادہ ظالم اور سفاک ہے کیا کانگریس نے اس ساہوکارہ نظام کی مصیبت کا کوئی مداوا آج تک کیا؟ +

تحریکِ حاضر کے متعلق ایک ضروری فتویٰ!

اِستفتاء مُندرجۂ ذیل جناب سیّد ممتاز احمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ اخوند صاحب فراش خانہ دہلی نے حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کے پاس بغرض حصول جواب بھیجا تھا۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ نے جو جواب تحریر فرمایا ہے وہ بغرض آگاہی عوام مسلمین شائع کیا جاتا ہے۔ اَلمُعلِن محمد ... (نقشبندی)

اِستفتاء

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہِ الکریم وَاٰلِہٖ وَاَصحابِہٖ اَجمَعِین اما بعد کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین امورات ذیل میں، جواب معہ ادلہ شرعیہ بیان فرما دیں۔ اوّل ایک شخص غیر مسلم وغیر معاہد حکم کرتا ہے کہ قوانین مروجہ حکومت حاضرہ کی خلاف ورزی اس کی قوم اور اس کے ہموطن کریں جس سے رام راج حاصل ہوگا، بصورت قانون شکنی بغیر استطاعت اندفاع وبغیر کوشش اندفاع برداشت کرینگی حتیٰ کہ گولی چلنے کیوقت گولی کو اپنے سینے پر لینے کی ہدایت کرتا ہے اگر کوئی مسلمان اس کے حکم کی تعمیل کرتا ہے تو شرعاً جائز ہے یا ناجائز، ثانیاً۔ اگر اس غیر مسلم کے حکم کی تعمیل میں کوئی مسلمان اس خطرہ میں یہ جانتے ہوئے کہ گولی لگنے سے موت واقع ہوسکتی ہے اپنے آپ کو مبتلا کرے اور گولی لگنے سے مر جائے تو اسکی موت کیسی موت ہوگی آیا اسکو شہادت کہیں گے یا خودکشی کہہ سکتے ہیں، ثالثاً ایک غیر مسلم کہتا ہے کہ کھدر پہنو، اُسکی تعمیل میں کوئی مسلمان کھدر پہنتا ہے اور فخر کرتا ہے کہ میں نے اسکے حکم کی تعمیل کی، اور اس حکم کو فرض قرار دیکر دوسرے مسلمانوں کو اُس غیر مسلم کے حکم پر آمادہ کرتا ہے اور جو شخص کھدر نہ پہنے اُس سے نفرت کرتا ہے، ایسی صورت میں اُس کا کھدر پہننا، حکم غیر مسلم کی تعمیل کو فرض سمجھنا کھدر نہ پہننے والے مسلمان سے نفرت کرنا کیسا ہے۔ رابعاً حکومت حاضرہ کی طرف سے نمک بنانے پر عرصہ سے محصول لیا جاتا ہے ایک غیر مسلم کہتا ہے کہ یہ محصول دئے بغیر نمک بناؤ اور گرفتار ہوجاؤ۔ اس پر ایک مسلمان کہتا ہے کہ اُس نے باوجود غیر مسلم ہونیکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی ہے اس لئے اس غیر مسلم کے حکم کی تعمیل ہر مسلم پر فرض ہے۔ مسلم کا یہ کہنا جائز ہے یا نہیں اور ناجائز ہے تو کیا حکم رکھتا ہے۔ بیّنوا توجروا۔

الجواب

غالباً یہ سوالات تحریک حاضرہ سے متعلق ہیں اگر ایسا ہے تو تحریر سوالات میں کسقدر تلبیس سے کام لیا گیا ہے جو مناسب نہ تھا بلکہ چاہئے یہ تھا کہ واقعہ صاف صاف ذکر کرکے اُس کا حکم دریافت کیا جاتا۔ مثلاً سوال اوّل یوں لکھنا چاہئے تھا کہ ہندوستان پر ایک غیر ملکی حکومت کا جبریہ قبضہ ہے جسکو ہندوستان کے رہنے والے کسی طرح پسند نہیں کرتے۔ ہندوستانیوں کی خواہش ہے کہ

پردیسی قوم جو ہزاروں میل دور سے آکر ہمارے ملک و وطن پر جبراً قابض اور متسلط ہے اور ہمارے تمام خزائن اور منافع کو ہمارے
ہاتھوں سے چھین کر لیجا رہی ہے اور جسکی بدولت اہل ملک بھوکے اور محتاج ہوگئے ہیں جلد سے جلد ہمارا ملک خالی کردے
تاکہ اہل ملک خود اپنی مرضی کے موافق حکومت قائم کریں اور اپنے ملکی ذخائر سے خود متمتع ہوں لیکن وہ پردیسی حکومت
کسی طرح ہندوستانیوں کی خواہش کا احترام کرنے کو تیار نہیں ہوتی اور اپنی مادی طاقت کے بل پر جبراً حکومت کر رہی ہے۔
ہندوستانیوں کے پاس مادی قوت اور طاقت نہیں ہے کیونکہ تمام مادی طاقتیں اور قوتیں اسی پردیسی قوم نے اپنے قبضہ میں
کر رکھی ہیں حتی کہ ہندوستانیوں کو اتنی بھی اجازت نہیں ہے کہ وہ اپنی جان و مال کی حفاظت کیلئے بھی ہتھیار رکھ سکیں۔ اس لئے
ہندوستان کی ایک ملکی مجلس نے جسمیں ہندوستانی تمام اقوام کے نمائندے شریک ہیں یہ طے کیا کہ اس غیر ملکی حکومت متسلطہ جابرہ سے
آزادی حاصل کرنیکا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ اس کے جبریہ قوانین کی خلاف ورزی کیجائے اور اس سلسلہ میں جو تکالیف اور مصائب
برداشت کرنے پڑیں اُن کو برداشت کیا جائے اور اپنی طرف سے تشدد پر ہرگز اقدام نہ کیا جائے تاکہ تحریک آزادی کی کامیابی کی امید ہو
ورنہ بصورت تشدد حکومت کو تشدد کا بہانہ ملجائیگا اور پھر وہ اپنی مادی قوت سے قوم کو تباہ کردیگی۔ خلاف ورزی قوانین کیلئے جا
چلانیکے لئے ملک میں ایک شخص تیار ہوا جو غیر مسلم تھا۔ اس مجلس مشترکہ نے اس کو اس مظلومانہ جنگ کی انجام دہی کے لائق سمجھکر اس جنگ
کی تکمیل کے اختیارات دیدئے اب وہ غیر مسلم تمام ہندوستانیوں کو جنگ کے آداب بتا رہا ہے اور قوم کو لڑا رہا ہے تو آیا اس کے حکم کی
تعمیل جائز ہے یا نہیں اور اس مظلومی کی جنگ میں اگر مطالبہ حق آزادی کیوجہ سے کسی کی جان تلف ہوجائے تو وہ شہید ہوگا یا نہیں اور
آیا بحالات مذکورہ آزادی کا مطالبہ کرنا اور اپنے آپ کو ایسے خطرات میں مبتلا کرنا جسمیں جان تلف ہوجانے تک کا خطرہ ہے، جائز ہے یا نہیں
سوال کی صحیح شکل یہ ہے۔ اب اس کا جواب یہ ہے کہ ہندوستان میں مسلم اور غیر مسلم دونوں قومیں آباد ہیں۔ مسلمانوں کے
مذہبی اصول سے مسلمانوں پر ایک غیر مسلم حکومت متسلطہ جابرہ سے اپنے ملک کو آزاد کرنا اوّلین فریضہ ہے۔ مسلمان جو اِنِ الْحُکْمُ
اِلَّا لِلّٰہِ اور لَنْ یَّجْعَلَ اللّٰہُ لِلْکٰفِرِیْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا پر ایمان رکھتے ہیں وہ طوعاً کسی وقت کسیطرح بھی غیر خداوندی احکام
کی اطاعت نہیں کر سکتے اگر وہ اطاعت کرتے ہیں تو مجبوری اور اضطراری طور پر کرتے ہیں۔ اور اگر اس مجبوری اور اضطرار کو دفع کرنے کی
کوئی صورت بھی ممکن ہو تو انپر لازم ہوجاتا ہے کہ اس جبری حکومت کے جوئے کو اپنی گردن سے اتار پھینکیں یہ وجہ تو ایسی ہے کہ اسمیں غیر مسلم شریک نہیں
دوسری وجہ یہ ہے (جسمیں ہندوستانی اقوام برابر کی شریک ہیں) کہ ایک اجنبی قوم کو جو ہزاروں میل پرے کی رہنے والی ہے کوئی حق نہیں
کہ وہ ہمارے ملک پر ہماری مرضی کیخلاف جبراً حکومت کرے ہم اسکی حکومت کو ایک لمحہ کیلئے بھی طوعاً برداشت کرنیکو تیار نہیں اور یہ ہمارا فطری
عقلی، عرفی، بین الاقوامی حق ہے اور جس تدبیر اور جس طریقہ سے ہم اپنا یہ حق حاصل کر سکیں اختیار کرنے اور عمل میں لانے میں حق بجانب ہونگے
چونکہ ہمارے پاس مادی قوت نہیں ہے اس لئے ہم تشدد کا طریقہ اختیار کرنے سے معذور و مجبور ہیں مگر عدم تشدد کے ساتھ سول نافرمانی کی
مظلومانہ جنگ یقیناً کر سکتے ہیں اور اگر ہمارے افراد اسکے لئے تیار ہیں کہ وہ لاٹھیاں کھائیں، سنگینیں اور برچھیاں، چھرے اور گولیاں اپنے
سینوں پر لیں تو یقیناً اُن کو اپنی حق آزادی کے مطالبہ کیلئے یہ طریقہ اختیار کرنا جائز ہے کیونکہ ان کا فعل فی حد ذاتہ صرف یہ ہے کہ وہ اپنا حق
طلب کرتے ہیں اسکے جواب میں اگر حکومت لاٹھیاں برسائے، یا سنگینیں بھوکے، یا چھرے اور گولیاں مارے تو یہ بربریت اور ظلم حکومت
کا فعل ہے اس کی ذمہ داری حکومت پر ہے نہ اُن مظلوموں پر جو اپنا حق مانگتے ہیں اور کسی ایسے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہیں جس کو
وہ پہلے سے ناپسند کرتے تھے مگر مجبوراً اسکی تعمیل کیا کرتے تھے۔ رہی یہ بات کہ یہ جانتے ہوئے کہ حکومت بسا اوقات اپنی بربریت کے مظاہرہ کیلئے

لاٹھیاں چلاتی ہے، گولیاں برساتی ہے کسیکو ایسے خطرہ میں پڑنا جائز ہی یا نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ مطالبہ حقوق ہمیشہ خطرات سے پر ہوتا ہے مذہب و وطن کی آزادی کا مقصد چونکہ اعلیٰ ترین مقصد ہے اس لیے اس راستے کے خطرات بھی بہت بڑے اور ہیبت ناک ہیں مگر بغیر خطرہ کے تو کوئی مقصد بھی حاصل نہیں ہوتا۔ ہمارا فریضہ یہ ہے کہ ہم اپنی طرف سے کوئی ایسی حرکت نکریں جس کا نتیجہ حکومت کی جانب سے تشدد ہو اور اگر بغیر اس کے کہ ہماری طرف سے کوئی تشدد آمیز حرکت ہو، حکومت بلاوجہ تشدد پر اُتر آئے اور ہمیں مار مار کر زخمی یا شہید کر دے تو اسکی ذمہ دار حکومت ہوگی مثلاً یہ قصد ہو کہ دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کریں اور ۵۰۰ اشخاص ایسے مہیا کئے جائیں جو جمع ہو کر جلسہ کریں اور حکام کے اس حکم سے کہ منتشر ہو جاؤ منتشر نہوں اس قصد سے جلسہ شروع کیا گیا اور فرض کرو کہ صرف یہی پانچ سو اشخاص تھے اور یہ سب عدم تشدد کے پابند تھے، اب حکام آئے اور انہوں نے حکم دیا کہ منتشر ہو جاؤ انہوں نے منتشر ہونے سے انکار کیا مگر کوئی اور حرکت نہیں کی تو اس صورت میں حکومت کا فرض یہ ہے کہ ان سبکو آدمیت کے ساتھ گرفتار کرے اور قانونی کارروائی کرے مگر بسا اوقات حکومت آئین اور انسانیت کے ساتھ ان لوگوں کو گرفتار کرنے کے بجائے کبھی تو لاٹھیوں سے پٹوا کر منتشر کراتی ہے اور کبھی گولیاں چلوا کر بہیمیت اور بربریت کا انتہائی مظاہرہ کرتی ہے۔

اِس ظالمانہ کارروائی کیوجہ سے مظلوموں کا وہ فعل ناجائز نہو جائیگا جو عقل و انصاف اور مذہب کے خلاف نہ تھا۔ اور جو لوگ اس بربریت اور بہیمیت کا شکار ہو کر شہید ہوں گے وہ یقیناً مظلومیت کی وجہ سے شہادت کا درجہ پائیں گے، ان کو خودکشی کا مرتکب بتانا سخت جہالت اور ناواقفیت احکام شرعیہ کی دلیل ہے۔ سول نافرمانی کی اس مظلومانہ جنگ میں جو اپنے مذہب اور وطن کو ایک غیر ملکی حکومت کے جابرانہ قوانین سے آزاد کرانے کیلئے اپنی وطنی مشترک مجلس کی طرف سے جاری کی گئی ہے شرعی احکام کے دائرہ میں رہتے ہوئے غیر مسلم کے احکام کی اطاعت کرنا ناجائز نہیں ہے کیونکہ یہ کوئی مذہبی رہنمائی اور دینی ہدایت نہیں ہے محض جنگی رہنمائی ہے۔ جو لوگ اسے .... ناجائز کہنے کی جرأت کرتے ہیں اور اس جنگ میں زخمی ہونیوالوں کو ملامت کرتے ہیں اور مرجانے والوں کو شہادت سے محروم کرتے ہیں وہ پہلے اُن مسلمانوں کا حکم بتائیں جو کسی غیر مسلم، جابر، دشمن اسلام حکومت کی حمایت اور اسکی حرص ملک گیری کی خاطر اُس کے مقرر کئے ہوئے غیر مسلم افسروں کی کمان میں رہکر اِن غیر مسلموں کی فوجی احکام کی اطاعت کرتے ہیں اور بسا اوقات غیر مسلم حکومت کی طرف سے اپنے مسلمان بھائیوں کو نشانہ بندوق بناتے ہیں یا خود گولی کھا کر مر جاتے ہیں ان مسلمانوں کا کیا حکم ہے۔ یعنی کیا مسلمانوں کے لئے جائز ہے کہ وہ حکومت کے غیر مسلم افسروں کی ماتحتی میں کام کریں اور مسلمانوں پر گولیاں چلائیں، اور کیا مسلمانوں کو جائز ہے کہ وہ غیر مسلم ججوں کے سامنے اپنے مقدمات لیجائیں اور اُن سے خلاف شرع فیصلے کرائیں اور اُن پر عمل کریں، اور کیا مسلمانوں کو جائز ہے کہ وہ شرعی معاملات نکاح، طلاق، آمین بالجہر، رفع یدین وغیرہ وغیرہ نزاعات کے مقدمات غیر مسلم حکام کی عدالتوں میں فیصلہ کے لئے لیجائیں۔ اگر ان تمام باتوں کا جواب نفی میں ہے تو ان حضرات کا پہلا فرض یہ تھا کہ وہ قوت ایمانی کا ثبوت دینے کے لئے پہلے اِن امور کے متعلق فتویٰ شائع کرتے اور مسلمانوں کو ان مہلکات سے بچانے کے لئے کوشش کرتے جنہوں نے ان کے اسلام اور قومیت دونوں کو فنا کر دیا ہے

کھدر پہننے کا جو حکم اِس غیر مسلم نے دیا ہے وہ اُس نے اپنے مذہب کی بنا پر نہیں دیا ہے بلکہ ملک و وطن کی بھلائی اور دشمن کو کمزور کرنیکی ایک تدبیر سمجھکر دیا ہے اور مسلمانوں کے لئے کھدر پہننا مذہبی احکام کے بموجب ناجائز نہیں ہے۔ اس لئے کھدر پہننا ناجائز نہیں ہے۔ یہ حکم اُن احکام سے بدرجہا زیادہ قابلِ تعمیل ہے جو انگریزی عدالتوں کے غیر مسلم حکام سے لیے

جواب سوال چہارم

حاصل کیے جاتے ہیں اور اُن پر عمل کیا جاتا ہے بلکہ میرا خیال تو یہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے کھدر ہی بہترین لباس ہے اور جبکہ پہننے والوں کی نیت اپنے بھائیوں کی فائدہ رسانی بھی ہو تو ایک پنتھ دو کاج دوہرا ثواب ملیگا۔ اس کو گاندہی پرست فرقہ کا شعار بتانا میری سمجھ سے باہر ہے۔ اوّل تو کھدر پہننے والے مسلمانوں کو گاندہی پرست کہنا ہی ظلم عظیم ہے کیونکہ وہ مسلمان ہیں اور خدا پرستی کے سوا کسی کی پرستش اُن کے وہم وگمان میں بھی نہیں آتی وہ تو رسول پرست بننے سے بھی توبہ کرتے ہیں پھر اُن کو گاندہی پرست کہنا کتنی بڑی جرأت وجسارت ہے۔

دوسرے یہ کہ وکیلوں کے گون اور اسی طرح بعض اداروں کے مخصوص لباسوں کے متعلق ان حضرات نے کبھی کوئی فتوی شائع کیا ہے یا نہیں اور اس کو حکومت پرستی یا ادارہ پرستی کی بنا پر ناجائز فرمایا ہے یا نہیں، نہیں تو کیوں نہیں؟

قانون نمک کی خلاف ورزی اس کی سہولت اور ہمہ گیری کے لحاظ سے اختیار کی گئی ہوگی۔ اصل مقصود تو قانون شکنی ہے۔ ابتداءً ایسا قانون اختیار کیا گیا جس کی خلاف ورزی ہر مقام پر ہر صوبہ میں ہو سکے اور ہر شخص انفرادی طور پر کر سکے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس قانون کو منتخب کرنے میں یہ فائدہ بھی ظاہر ہوا کہ شریعت اسلامیہ میں نمک کو اپنے فطری معادن میں آزاد رکھا گیا ہے۔ اگر کسی مسلمان نے یہ کہدیا کہ اس قانون کی خلاف ورزی فی نفسہ بھی شریعت اسلامیہ کے موافق ہے تو اس نے کیا گناہ کیا۔ کیا یہ واقعہ نہیں ہے۔ اور میرے خیال میں یہ تو کسی نے بھی نہیں کہا ہے کہ گاندہی جی نے اس قانون کی خلاف ورزی کا حکم شرعی احکام کی تعمیل کی نیت سے دیا ہے کیونکہ سب جانتے ہیں کہ گاندہی جی غیر مسلم ہیں وہ اسلامی حکم کی تعمیل کی وجہ سے کوئی حکم دیں یہ بظاہر مستبعد ہے۔ مگر یہ ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ یہ حکم اسلامی حکم کے خلاف نہیں ہے۔ جیسے گاندہی جی شراب چھوڑنے کا حکم دے رہے ہیں تو یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ گاندہی جی نے یہ حکم شریعت اسلامیہ کی تعمیل کی نیت سے دیا ہے۔ مگر یہ ہر مسلمان کہہ سکتا ہے کہ یہ حکم اسلامی حکم کے موافق ہے۔ اسلام بھی شراب کو حرام قرار دیتا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو اس حکم کی تعمیل کرنی چاہیے۔ اور اس میں کوئی غلطی نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ

MOONIS BOOK DEPOT
Sotha Street
Badaun U. P. (INDIA).

Author Thānavi
Title Mutt
MG1